

U 1266

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

دیوان الہیہ محبوب

مع

مختصر لہ معروف

مطبع انصاریہ کلاں

انڈیا

ماہر کے کتب خانہ سے شریک کتابیں خرید کر اجازت کفایت میوٹی ایس رو ایک جان

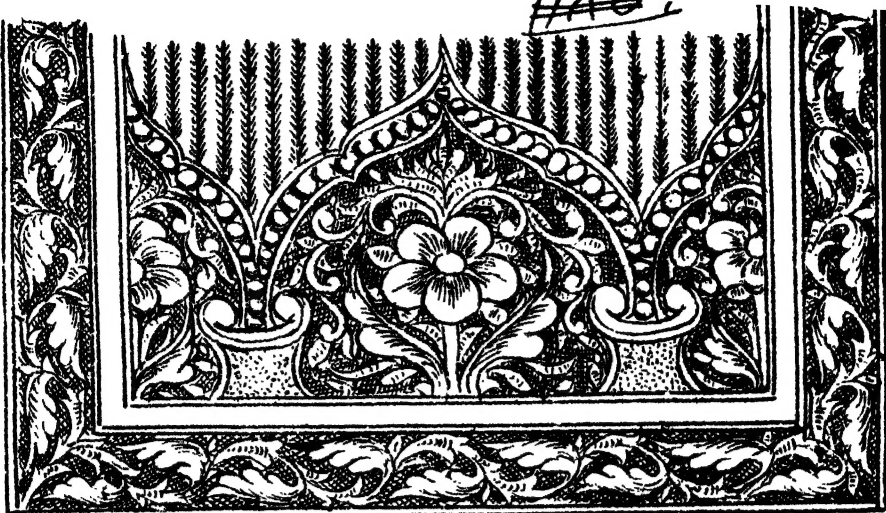
اللہ کے لیے ہر شے اور اصرار مستقیم

شہداء و المنتہدین ایام فرخندہ فرجام کلدستہ
گلشن مطاہر الموسم بہ



دریغ الیقین و اذنیان بیت طویل علیٰ الیقین
بیا نجر شریح عمر از کتب مشہور الشہر ز سندن آباد

میں نے ابوالعزیز واقعہ پر غرض



ہست کلید در کنج حکیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ النُّوْمِ
سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے بنائیں تمام
کو بے ستون اور بے سہارے کیے اور زمین کو بے اہل بے مادے کے اور پھر پھر
اسمیں اپنی حکمت بالغہ سے اندھیریان اور اوجالے کو واضح ہو کہ اسمیں
خدائے لایزال خالق بے مثال اپنی عظمت و عزت جلال و جمال کے کمال
یختائی کے طرف کنایہ کر کے فرماتا ہے ۔ ظلمت نور و نور میرے ہی مخلوق
ہیں اور ظلمت نور سے شب و روز مراد ہے یا مصیبت طاعت یا جہل و علم
یا ضلالت و ہدایت کی طرف اشارہ ہے کہ جس نے بنائیں انسان میں آسمان
قلب و زمین نفس کو اور پھر گردانا صفات بھی حیوانی اور اخلاق سمعی

شیطانی سے نفوس میں ظلمات کو اور ظاہر کیا اوصافِ ملکی روحانی
اور اسلاق انوارِ ربانی سے قلب میں نور کو۔

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| جب ارادہ یوں کیا پرور و گوار | تا تجلی ذات کی ہو آشکار |
| تھانہ ضدِ اُمر ذات بے مان کو | ذات بے ضد کے نہو ظاہر کہو |
| پس بنایا اک خلیفہ خوش صفات | تاکہ ہو آئینہ اوصافِ ذات |
| نور بے حد رحمت اُس کو کیا | ظلمت اوس کا ضد بنایا دوسرا |

بہرِ مصداق یَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ۔ راہ دکھاتا ہے
اللہ تعالیٰ اپنے نور کے طرف جس کو کہ چہتا ہے اور کمال رحمت و ہدایت
فرما کر بموجب هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ مِنْ رَبِّهِ
عليہم الصلوٰت والسلام کو مبعوث کیا تاکہ اُن کے ذریعہ سے خلائق
کو جہل و معصیت و ضلالت کی ظلمت سے علم و طاعت و ہدایت کے نور
کے طرف باہر نکال لائے علی الخصوص صلوٰۃ بجد و سلام
بیعد و از ازل تا ابد حضور پر نور اقدس اعلیٰ جناب حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم پر ہو کہ آپ کے نور مقدس کو رب
مخلوق کے اول پیدا کیا اور پھر آپ کے نور مبارک سے کل کائنات کا
ظہور کر کے آپ سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے آخر میں وَلَٰكِنْ
رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط کے دولتِ جاودانی سے سرفراز

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

بزرگوار

نما کر سارے کمالات انبیاء سابقین کے اپنی ذاتِ تقدس اب
 میں رکھ کر آپ کو جن وانس کے ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا اور بمصدق
 مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ ط اپنی فرمان برداری کو آپ کی
 فرمان برداری پر موقوف کیا اور بمصدق وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
 فَإِنَّ لَهُ نَاجِيَةً خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ط جس نے آپ سے منہ پھیرا وہ
 گمراہ اور ہلاک ہوا اور آپ کی آل پاک جنکی شان میں اِنَّا يَرْيَدُ اللَّهُ
 لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُتُبَهُمْ ط کا مرادہ
 سنایا اور آپ کے خلفائے راشدین اور اصحابِ جمعین جنکی شان میں
 ارَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط کی بشارت فرمایا اور اِنشَاءً
 عَلَى الْكَافِرِ مَرَحَمًا ط بیگمہ کی صفت سے موصوف فرما کر اون کے
 واسطے شرک و بدعت کے ظلمت کو صفحہ عالم سے مٹایا اور توحید
 و سنت کے نور کو چمکایا اور تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و علما
 را سخن جنکی شان علماء امتی کا بنیاء بنی اسرائیل کی پوری پوری
 مصداق ہیں یہ سب النوار و شبون خاص اس رحمۃ للعالمین کے فیض
 رحمت کا ظہور ہے کہ رب العالمین اپنے مقبول بندوں کو آپ کی
 امت میں داخل کیا اور آپ کی امت مرحومہ کو خیر الائم کے خطاب سے
 بشرف فرما کر آپ کے امت کے اولیاء کی توصیف میں اَلا ان اولیاء

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

انکو ہونپر ٹوپ پہنا ہوا اوسی چکر میں ناعق اتنی عمر صرف کر سرگردان رہا
 نہ کہہی بھولے سے بھی لب پر نام اللہ لیا اور نہ کہہی دلیں خوفِ عقبیٰ لایا اور
 نہ کہہی اپنے آپکو اتنا بھی نجانا کہ تو کیا شے ہے کہاں سے آیا اور کہاں تھا
 اور اب کہاں ہے اور کس کام کیلئے آیا ہے اور کیا کر رہا ہے اور یہاں سے
 کہہ رہا کیا وائے غفلت و نادانی کہ اول اپنی ہی حقیقت و اصل سے
 بیخبر پھر دوسرے کو کی طرح پہچانتا بارے یکایک فضل الہی شامل حال ہوا جو
 اس چکر سے چوٹنے اور جہل و ضلالت سے نکلنے کیلئے آفتابِ نور ہدایت کے
 طلوع ہونے کا وقت آیا چاروں طرف سے شیخ صاحبِ دل پیر روشن ضمیر
 فرد الافراد قطب الارشاد صوفی جامع الاضداد عالم علم شریعت ماحی شرک
 و بدعت عامل توحید و سنت رہبر راہِ طریقت عارف کامل عاشق و صل
 پیشوا ارباب حقیقت مقتدائے اصحاب معرفت خرقہ پوش کشف و شہو
 بحرہ نموشِ وحدۃ الوجود کا کشف اسرار و قایق شاہد انوارِ حقایق ہادی
 طریق الی مع اللہ مولانا و مرشدِ ناچناں خواجہ شاہ رحم اللہ شاہ
 چشتی القادری سلمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے فیض عام
 کی صدا کا نو نہیں آنے لگی تب دل میں آیا کہ ایسے بزرگ سے ملیں اور کچھ
 اپنے لئے ہی دین و دنیا کی بہلائی چاہیں جب قدر شیخ کی تعریف و تہنیت
 سنا تھا وہ وہی ہی بلکہ اس سے زیادہ مذمت و شکایت سنا کہ خلا

سنت منکر شریعت پابند بدعت مانع صوم و صلوٰۃ تارک اذکار و اشغال
 بے بہرہ از اسرار حال و قال میں۔ غرض طرح طرح سے انواع و اقسام کی بدت
 و نکات منکر سن ہو گیا پھر بارے جی میں آیا کہ ایک دفعہ ضرور ملا جائیے دیکھیں کہ
 کہاں تک تعریف نکات کا پتہ ملتا ہے۔ غرض ایک وزشب میں اتفاقاً
 کسی کام کیلئے اُس راستہ سے گزرا جہاں حضور کا دو تخانہ ہے دور ہی سے
 دیکھا کہ حضور اپنے حجرہ سے باہر تشریف فرما ہیں اور ارد گرد پس پیش کئی مرید
 عالم و فاضل ملا و مشائخ عام و خاص بلکہ سکندر آباد کے حضور میں دست
 مودب بیٹھے ہیں اور حضور اسرار معارف و حقائق و دقائق قرآن و احادیث
 اخبار و آثار زبان حق لسان سے بیان فرما رہے ہیں۔ ذرہ دیر کسی گوشہ نشین
 پوشیدہ کھڑا ہو کر دور ہی سے کچھ کچھ سنا اور سوت یہہ بیان ہو رہا تھا۔
 وَلَقَدْ رَاٰ بِاَلْفِ اَلْفٍ الْمُبِیْنِ ؕ اَوْرَ وَهُوَ بِالْاَفْقِ اَرَاٰ عَلٰی طِیْنِ
 اَفْقِ الْمُبِیْنِ اَوْرَ اَفْقِ اَلْعَلٰی کَے مقامات عروج اور اون کے منازل
 سیر و سلوک کی تشریح فرما رہے تھے اور اُسکے مناسب ہر ہر موقع پر فتویٰ
 اشعار نہایت ہی ذوق و شوق سے ارشاد فرما رہے تھے پس وہاں سے یہہ
 کمترین بے ساختہ اُس مجلس مبارک میں داخل ہوا اور حضور سے دست بوس
 ہو کر اک طرف دست بستہ مودب بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں از بس خوش
 ہونے لگا کہ جب قدر حضور کے اوصاف و کمال اور تقدس کا شہرہ سنتا تھا

اور اگر کوئی شخص یہہ مقامات
 و منازل سیر و سلوک
 دیکھنا چاہے تو اس
 کو چاہیے کہ

اس وقت اوس سے زیادہ صد چند بلکہ دہ صد چند زیادہ بچشم خود دیکھ رہا تھا تب یہ مصرع یاد آیا **سچ مصرعہ شنیدہ** کے بود مانند دیدہ۔ پھر اویس وقت اسی مجلس میں دل سے جناب الہی میں ملتی ہو اکہ پروردگار مجھ گنہگار ناچیز کو بھی حضور کے سلسلہ بیعت میں داخل فرما پھر تھوڑے عرصہ کے بعد مجلس برخاست ہوئی کمترین بھی واپس مکان کو آیا لیکن دل نہایت شادان و فرحان حضور ہی کے جانب کہنچتا چلا جا رہا ہے کہ دیکھ کیسے کیسے عالم و فاضل قرآن و احادیث کے جاننے والے حضور سے شرف بیعت حاصل کر کے سرفراز ہو رہے ہیں۔ سبحان اللہ کیا تقدس ہے پھر اُسکے ساتھ ہی ساتھ نہایت ہی سخت متعجب و متعجب ہے کہ ایسے مقدس بزرگ کی جو جامع علوم ظاہری و باطنی اور کاشف رموز قرآن و حدیث میں بعضوں نے ناسخ و نادر و اشکایت و مذمت کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے اور یہ کیا بات ہے نہایت ہی حیران رہا اور اس امر کو کئی روز تک دل ہی دل میں سوچتا رہا مگر سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ اتفاقاً ایک روز کسی دہشت کے پاس گیا وہاں لب لباب شنوی شریف اردو سنی بہ باغ ارم پڑھی جاتی تھی سنکر دل نہایت مضطربے بیقرار ہوا عرض اوس کتاب پاک کو زبان سے مستعار لے آیا اور تھوڑا تھوڑا ہدیشہ مطالعہ کرنے لگا جب چٹا دفتر مطالعہ کر رہا تھا اوجس مرین پریشان تھا اوس کا فیصلہ اوس دفتر میں پایا تب لکوا کسولی حاصل ہوئی وہ فیصلہ یہ ہے۔

مثنوی شریف اردو مثنوی بہ بلغ ارم دفتر ششم -

| | |
|---|---|
| نور و ظلمت سی بنایا دوشان سالہا یہہ دو مخالف ہیں ہم دو کردور کین جب ہا بیل تھا نور ابراہیم پایا جب ظہور ہوا فتنہ ان دونوں میں ایک تباہ تھے غرض ہر دور میں یہہ و قریق سالہا برپا ہے یہہ دو علم پھر ہوا جب دو ختم المرسلین | ایک آدم دوسرا بللیس جان جنگ اور پکار تھا تا اک جہم ضد نور اوس کا وہی قابیل تھا ہو کھڑا نمرود دشمن بالضرور بعد آتش سے بھفتنہ مٹا تا کئے فرعون کو موسیٰ غرق آب رود نیل تھا اون کا کلم دشمن اون کا تھا ابوہل لعین |
|---|---|

پھر اس فیصلہ کے بعد دلمین نہایت ہی ذوق و شوق پیدا ہوا کہ حضور
شرف بیعت حاصل کروں ارادہ مصمم کر کے ایک روز مقدس عالی پر
حاضر ہوا سنا گیا کہ حضور علی الصبح بلدہ میں کسی مرید کے یہاں تشریف
فرما ہوئے ہیں مگر اس وز میرے حاضر ہونے کے قبل ہی سے دو چار مرید
اہل بلدہ صاحب علم و فضل قد مبوسی کیلئے آئے ہوئے تھے اون سے
ملاقات کرنیکے بعد بسبیل تذکرہ اپنی سرگزشت از ابتدا تا انتہا تمام
سنا پانکھ فرمانے لگے کہ بھائی ہم پر بھی علیٰ ہذا القیاس واقعہ گذرا ہے
جب ہم شیخ کے اوصاف و کمال سنکر اکثر سکندر آباد کے باشندوں سے

شیخ کے پرسان حال ہوتے یا ملاقات کیلئے آتے ہوتے تو اکثر لوگ
غیر واقعہ حالات سمجھا کر راستہ ہی سے واپس کر دیتے تھے تو ہم بھی ایک
عرصہ تک نہایت ہی حیران رہتے تھے مگر قسمت بخشنے والی تعجب نرف
بیعت حاصل ہوئی تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس میں یہ بھید تھا وہ کیا یہ ہر
شعر

| | |
|--|---|
| کہا نبی کرو ہدایت کھانی شیطان کو کرک لعت | ادھر نہ دینا کسی کو آنے خدا کی باتیں اسی جانے |
|--|---|

غرض جو سچے پیران طریقت ہیں وہ جامع شریعت و حقیقت اور مشیع سنت ہوتے ہیں
وہ بیشک نابیان رسول اللہ اور ہادیان راہ الی اللہ ہیں ان کے مقابل میں اکثر
کو چشمان باطن یعنی زاہدان ظاہر درست باطن خراب ہیں ناواقف حقائق
شریعت ہیں اور مشایخان خود پرست مشیخت مآب یعنی پیران پارسا جو
بے سمجھ سیر حقیقت ہیں کم فہمی سے اکثر قرآن و احادیث کے اسرار و معانی
اپنی خود رانی سے غلط مفہوم کر کے اپنے زعم فاسد میں برعکس نتیجہ پیدا کرتے
ہیں اور بجائے توحید کے الحاد کے غار میں جا گرتے ہیں پھر عمر بھر اس ظلمت کد
سے نکلنے نہیں پاتے ہیں **اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ** علاوہ بریں طرف
یہ کہ ایسے یاران خود غلط سرتاپا اشراک و الحاد میں گرفتار پھر از راہ بعض و
حد خاصان حق کی جو شکایت و مذمت کرتے ہیں گویا آفتاب پر خاک
اڑاتے ہیں اور طالبان حق کو راہ حق سے پھیرتے ہیں شیخ کامل ناقص

دونوں کی علامات و شناخت مولانا سے رومی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب
شنوی شریف میں جا بجا نہایت ہی عمدہ تمثیلات کے ساتھ ارشاد فرمائی ہیں

| | |
|------------------------------|---------------------------------|
| دونوں صورت گر ہو کیساں ہو وا | پانی کھا را میٹھا د کہتا ہے صفا |
| وہ ہی پہچانے جو صاحب ذوق ہے | تلخ و شیرین آب میں جو فرق ہے |

میاں شیخ کامل کا ملنا بھی فضل الہی پر موقوف ہے خدا مہتارے شوق کو
زیادہ کرے اور جو تمنا لے دلی ہے اوس کو بر لائے یہ فرما کر وہ
حضرات اہل بلدہ تشریف لینگے اور کچھ کمترین اپنے گھر بھرا اوس کے
ایک ہفتہ بعد یعنی بتاریخ بستی و کیم شہر ربیع الثانی ۱۲۲۳ھ حضور کے
بعیت سے مشرف ہوا الحمد للہ ایسا کامل طبیب باطن کہ جس کا دست شفا
اس ناقص کے ہاتھ لگتے ہی جملہ امراض مہلک جو نفس کے ظلمت میں پوشیدہ
تھیں ایکبارگی سب دور ہو گئیں تب قلب میں رشد و ہدایت کا
نور ایسا جلوہ گر ہونے لگا کہ تھوڑے ہی دنوں میں حضور کے کمال انصاف
و توجہات اور تعلیم و تلقین کے فیضان و برکات سے شرح صدر ہوا
جہل و ضلالت کے خواب میں آنکھیں جو بند تھیں کھل گئیں تو پس و پیش و
یمن و یسار و تحت و فوق ہر ہر شے سے وجود حق ہی نظر آنے لگا۔
تب یہ اشعار شنوی شریف کے اس کے قبل بسا اوقات اکثر شیخ کی
ازبان مبارک سے جو سنتا تھا یاد آئے۔ **شنوی شریف**

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| اہلہان حیران آیا حق کجاست | بر زمین ست یا کہ او اندر سمارت |
| یا کہ بر عرش غلمیش جائے اوست | یا کہ در خلد برین ماوائے اوست |
| حق عیانت سے برادر جاودان | تو عیان را خود چہ میجوی نہان |

عرض حطرت کو آنکھ اٹھا کر غور کیا تو سولے نور وجود کے کچھ نہ پایا تب
 انا من نور اللہ وکل شے من نوری کا خلاصہ سمجھہ میں آیا اور اسی ذوق
 میں گاہے گاہے کچھ اشعار کہنے لگا تب چند اجابائے مجھہ کو استجاب
 مجبور کیا کہ ان کو یکجا جمع کر کے طبع کرو اتنا کہ ہم سب کو بھہ دستیاب ہو
 ہر چند میں نے عذر کیا لیکن پذیرا نہ ہوا پھر مکرر اسکر سخت مجبور کیا گیا
 تو حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ اگر تو مناسب
 سمجھتا ہے تو مختار ہے۔ عرض چار و ناچار طبع کا ارادہ کیا اور اس کے
 ساتھ ہی اپنی سرگزشت بھی جو کچھ کہ تھی بطور ضمیمہ کے عرض کیا اور
 پھرجی میں آیا کہ اسکے ساتھ بقدر ضرورت شے و نور کی تعریف بھی
 لکھے تو مناسر ہے کیونکہ آجکل اکثر جاہل ناقص التحقیق تصوف کا
 دم مارتے ہیں جس کو دیکھو اوس کے لب پر مسئلہ ہمہ اوست
 جاری ہے فی الحقیقت اس مسئلہ کی کنہ حقیقت سے ناواقف اور محض
 غافل ہیں صرف عارفون کی باتیں سن کر یا اون کے تصانیف دیکھ کر
 اپنی خود رائی سے حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ کر الحاد کے مہنور میں

عفو طے کھا رہے ہیں یا اللہ فضلك العظیم و بجزرت محمد النبی الکریم اس
 صبور سے ڈوبتوں کو نکال۔ معلوم ہو کہ اگرچہ مسئلہ ہمہ اوست عین ایمان
 ہے بشرطیکہ موافق کتاب سنت ہو اور مخالف شریعت نہ ہو حق ہے مگر
 بھ نہایت ہی نازک ترین مسئلہ ہے اس مسئلہ کی کنہ حقیقت حاصل کرنے
 کیلئے شیخ محقق کامل روشن ضمیر صاحب دل چاہئے اور اس مسئلہ کی تحصیل
 کل اقسام شرک جلی و خفی و انحراف زایل ہو کر توحید کامل ہوتی ہے اور ایمان
 تحقیقی حاصل ہوتا ہے ورنہ وہی پہلی حالت (محض کوٹھوکا بیل) جو اس
 خاکسار کی تھی یا محض امید و بیم کی چکنی چٹری یا تو بخی نری تھا پون میں
 پڑے رہے نہ کنارہ ملے نہ تھکے کو لگے وہی مثل صادق آوے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہے
 گئے دونوں بہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے
 اللہ ہی اپنا فضل کرے۔

آغاز تعریف نور

نور لغت میں روشنی کو کہتے ہیں اور اصطلاح صوفیہ میں ذات
 اور ظل ذات کو کہتے ہیں جیسے حق تعالیٰ خود اپنی کتاب پاک میں
 فرماتا ہے۔ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی اللہ نور ہے

اسمائون اور زمین کا واضح ہو کہ نور لغت میں جو روشنی کو کہتے
 ہیں باین معنی حق تعالیٰ کو نور کہنا درست نہیں کس واسطے کہ نور و ظلمت
 یعنی روشنی و تاریکی بھی باہم متضاد ہیں یعنی ایک دوسرے کی ضد ہیں
 اور حق تعالیٰ ان دونوں ضدوں کا خالق ہے جیسے خود فرماتا ہے
 وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ یعنی بنایا ظلمت نور کو پس ان معنوں پر
 نور کا لفظ حق تعالیٰ کی نسبت کہنا اور سمجھنا درست نہیں مگر ہاں نور ایک
 ایک اسم ہے اسماء اللہ میں سے جو فی الحقیقت عین مسمیٰ ہی کہنا اور سمجھنا
 درست ہے اور نیز نور سے اشارہ ہے طرف مرتبہ وحدت کے کہ اس
 مرتبہ وحدت میں اربعہ اعتبارات ذات سے نور ایک اعتبار ذات ہے
 جو بالذات خود اپنے پر آپ روشن ہے نہ کہ زاید بر ذات کہ صفت اسکی
 ہو بلکہ بالذات خود پر خود روشن ہے لہذا اس مرتبہ میں نور عین ذات
 اور ذات عین نور ہے اور اس مرتبہ میں نور واسطے اپنے خود پر آپ ہی
 آپ ظاہر ہے اور واسطے غیر اپنے کے مظہر ہے اس واسطے صوفیہ کہتے
 ہیں النُّورُ هُوَ الظَّاهِرُ لِنَفْسِهِ وَالْمُظْهِرُ لِبَغَيْرِهِ پس باین ہر دو
 معنی اللہ کو نور کہنا درست ہے یعنی خود بخود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر
 کرنے والا پس یہاں نور سے مراد ذات اور ذات سے مراد وجود اور وجود
 سے مراد ہستی ہے اس واسطے متحقیں کے نزدیک نور حقیقی حق تعالیٰ

۱۲
 سورہ انفار
 اور بابا اندر ہے
 اور جاتے ۱۲

۱۲
 قول صوفیہ
 نور وہ جو ظاہر
 ذات کو ہے اور
 اور ظاہر کو
 دوسروں کو
 ہے اپنے

ہی کی ہستی ہے کہ جملہ موجودات علوی و سفلی رب کے سب قبل از
ظہور جو ظلمت عدم میں تھیں سب اسی ایک نور وجود سے عرصہ
شہود میں ظاہر و موجود ہوئیں ورنہ نفس الامر میں سب کے سب اپنی
ذات سے نیست و نابود ہیں اسلئے حق سبحانہ تعالیٰ اللہ نور السموات
و الارض ارشاد فرماتا ہے کیونکہ بغیر نور کے کسی شے کا ظہور ہو ہی
نہیں سکتا اسکے مخبر صادق صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی صاف
آنا من نور اللہ و المخلوق کلہم من نور محی ارشاد فرمایا ہے

آغاز تعریف شے

شے لغت میں موجود کو کہتے ہیں اور اصطلاح صوفیہ میں شے موجود
حقیقی اور بہت حقیقی کو کہتے ہیں جو ذاتِ محبت ہے مگر مجازاً موجود
عالم میں سے ہر فرد موجود کو بھی شے کہتے ہیں کیونکہ کوئی صورت
موجودات عالم کی ذات الہی سے خالی نہیں ہے یعنی حقائق عالم کی
صور تین جو علم الہی میں قرار پائے ہیں وہ از خود وجود نہیں رکھتے ہیں
مگر موجود ہونے کی صلاحیت رکھتی ہیں اسلئے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے
وجود بخشی سے ان کو خارج میں موجود فرمایا تو موجود ہیں ورنہ بالذات
معدوم ہیں یعنی جس صورت شے میں ظہور وجود الہی کا نہیں ہے وہ

سورہ نور
اللہ نور السموات
و الارض

حدیث شریف
میں نور سے
تین اوصاف
تمام کیا گئے ہیں

شے موجود ہی نہیں ہو سکتی اس واسطے مخیر صادق صل اللہ علیہ وسلم نے
 اَلَا كَيْ شَيْءٌ مَّا خَلَا اللّٰهُ بَاطِل ارشاد فرمایا ہے کیونکہ صورت
 شے کی بالذات عدمیت رکھتی ہے اس واسطے ماسوائے جس کو عالم یا
 اشیا کہتے ہیں وہ باطل ہے یعنی لاشے ہے اور جو لاشے ہے وہی الحقیقت
 نیست و معدوم ہے اور جو معدوم ہے اس کا موجود ہونا بھی باطل ہے
 کیونکہ حقیقت میں کسی صورت شے کو بالذات وجود ہی نہیں ہے بلکہ
 حق تعالیٰ ہی ذوات اشیا کی صورتوں میں خود جلوہ ظہور فرمایا ہے۔
 یعنی حقیقت حق (وجود مطلق) ہی بصورت شے صورت شے پر
 بجلی محیط ہے اس واسطے اَلَا اِنَّهُ يَكُنْ شَيْءٌ مَّحِيْطٌ ارشاد ہوا ہے
 پس شے فی نفسہ صورت ہی کا نام ہے جیسے کہ وہ قبل از ظہور بالذات
 عدمیت رکھتی تھی اسی طرح بعد از ظہور بھی صورت شے کی بلفعل معدوم
 ہے۔ لہذا کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ ارشاد فرماتا ہے یعنی سوا
 ذات مطلق (وجود حق) کے صورت کل شے کی جو ماسوائے اللہ ہے ہر وہ
 یعنی زمانہ ماضی و حال و استقبال ہر سہ زمانوں میں ہلاک و فانی ہے
 کیونکہ ذات ہر شے کی فی نفسہ معدوم ہے بغیر نور مطلق (وجود حق)
 کے کسی شے کا از خود ظلمت عدم سے عرصہ شہود میں ظہور ہی نہیں
 سکتا ظلمت عدم سے وہی اعیان ثابتہ صو علیہ مراد ہیں جو حقائق

یعنی شے
 حقیقت
 شے کی صورت
 سے خالی وجود
 باطل ہے

حق تعالیٰ
 خود جلوہ
 ظہور فرمایا ہے
 یعنی حقیقت حق
 (وجود مطلق)
 ہی بصورت شے
 صورت شے پر
 بجلی محیط ہے

یعنی شے
 صورت
 شے کی صورت
 سے خالی وجود
 باطل ہے

عالم اور ذوات خلق میں یعنی اشیا کی صورتیں جو علم الہی میں ثابت ہوئے ہیں بلا انفکاک خارج میں نور مطلق (وجود حق) سے ظاہر موجود ہوئے ہیں لہذا بظاہر اشیا موجود نظر آتی ہیں اس واسطے موجودات عالم میں سے ہر ہر فرد موجود کو مجازاً شے کہتے ہیں حالانکہ موجود اللہ ہی ہے اور اشیا معدوم ہیں پس معدوم کا موجود ہونا محال ہے لہذا معدوم کو موجود دیکھنا خطائے نظری ہے کیونکہ جو شے قبل از ظہور خلق کے معدوم اور پھر بعد از ظہور خلق کے فانی ہو وہ بالفعل بھی معدوم ہے مگر ہر شے کی معدومیت کا ادراک نہایت ہی دقیق نظر سے حاصل ہوتا ہے بجز نظر خواص کے نظر عوام سے بالکل مخفی ہے تا وقتیکہ سر وحدۃ الوجود منکشف نہ ہو ہر شے کی بالفعل معدومیت کا ادراک حاصل نہیں ہوتا کس واسطے کہ لکل شے وجہات یعنی ہر شے جو ظاہر میں دکھائی دیتی ہے وہ دو وجہ رکھتی ہے ایک وجہ ہستی دوسری وجہ نیستی اور وجہ نیستی وجہ ہستی پر حجاب ہے تا وقتیکہ یہ حجاب اٹھے شہو حق حاصل نہیں ہوتا اور اس حجاب کا اٹھنا شیخ کامل کے ارشاد پر موقوف ہے شیخ کامل محقق صاحب دل ہے کہ باوجود دو ضد یکجا جمع ہونے کے (جو وجہ ہستی و وجہ نیستی ہے) ہر شے میں دو جہت ایک جہت ہا لک اور ایک جہت باقی علیحدہ ثابت کر دکھلائے اور باعتبار احکام جدا کے عینیت با غیریت اور غیریت با عینیت ایسا ثابت کرے کہ سر مو

حقیقت پر
کی ثابت ہون

حقیقت پر
ہیں ملے
الہی پر

خلاف شرع شریف نہوا اور موافق کتاب و سنت کے اوپر دلیل ہو
کہیں عبد رب نہوا اور رب عبد نہوا کس واسطے کہ حَقَائِقُ اَلْاَشْیَاءِ
ثَابِتَةٌ یعنی حقیقت ہر شے کی ثابت ہے مبدل ہو نہیں سکتی اگر مبدل
ہو تو قلب حقائق لازم آئیگا یہ کفر ہے اور قلب حقائق محال و باطل ہے
یہ نہایت نازک مقام ہے اس مقام میں بہتوں نے توحید کے دھوکے
سے الحاد میں جا پڑے ہیں اور حَقِیْقَةُ الشَّیْءِ لَا تَنْفَلِكُ عَنِ اَلْاَشْیَاءِ
یعنی حقیقت شے کی شے سے جدا نہیں ہوتی ہے اکثر ناقص التحقیق نے
صور علمیہ اعیان ثابۃ کو جو ذوات خلق ہیں عین ذات حق کہدیا یہ سلسلہ
انہی غلط فہمی اور گمراہی ہے کیونکہ انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ علم
بغیر معلوم کے پایا نہیں جاتا اور صفت علم کی عین ذات ہے لہذا ذات
الہی اور معلومات الہی جو صور علمیہ ہیں عین یکدیگر ہیں کہدیا ہے یہ
سبب غیر تحقیق والا علمی کے انہی محض غلطی و گمراہی ہے اور وہ جو بعض محققین
نے علم و عالم و معلوم ہر سہ مراتب عین یکدیگر ہیں فرمایا ہے وہ حیث
الاندراج مرتبہ ذات ہے نہ کہ صور علمیہ اعیان ثابۃ جو ذوات خلق متصف
بعدم اضافی و معلومات الہی ہیں عین حق ہے فرمایا چونکہ علم الہی دو طرح
ثابت ہے چنانچہ -

ما خدا از ازل دو علم بود | علم بالذات و علم ماہیات

بہ ہمین ہر دو علم ثابت شد کہ بود غیر ذات معلومات

یعنی ایک علم ذات دو علم ممکنات جو حقائق عالم میں اگرچہ ایک ممکنات معلومات الہی میں بہ نسبت علم الہی قدیم میں مگر بہ نسبت احتیاج ذاتی متصف بحدوث میں چونکہ وہ اپنی ذات سے خود بخود وجود نہیں کہتے ہیں چنانچہ امام المتحقین حضرت شیخ محمد الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **الْاَعْيَانُ مَا شَمَّتْ رَاحَتَهُ الْوُجُودُ** یعنی اعیان ثابتہ ہنیں سو نگھی ہو وجود کی اس واسطے اعیان کو معلومات اور معدومات کہتے ہیں کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ حقائق عالم کی صورتوں کو اول اپنے علم میں معلوم کر لیا اس واسطے ان کو معلومات الہی کہتے ہیں اور معدومات اس واسطے کہتے ہیں کہ اعیان نقطہ علم الہی میں صورت علمی پکڑے ہیں نہ کہ خارج میں اور بسبب موہوم ہونے کے ان کو معدومات کہتے ہیں پھر علم اور عین میں اعیان وجود حق سے ہی موجود ہوتے ہیں نہ کہ اپنے آپ سے کس واسطے کہ غیر وجود حق تعالیٰ کا معدوم محض ہے اور معدوم محض کا موجود ہونا محال و باطل ہے پھر باوجود علم الہی میں ثابت رہنے کے بلا انفکاک اعیان کا ظہور خارج میں اس حکمت و صنعت سے ہوا ہے کہ اس کا علم و انکشاف کسی غیر اہل پر ظاہر نہیں اور اس صنعت ظہور میں عجیب و غریب حکمت ہے اکثر عارفان ناقص التعمیق نے اس مقام پر دھوکا کھا کر نری عینیت کے قایل

۴
اعیان ہنیں
سو نگھی ہو وجود
۱۶

ہوے ہیں جو لوگ کے بعد و رب کی ذات اور وجود میں فقط عینیت
 محض بیان کرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں اور غیریت ذاتی سے انکار
 کرتے ہیں کافر و ملحد و بے دین ہیں اور جو لوگ کے فقط غیریت محض کا
 ثبوت کرتے ہیں اور عینیت وجودی سے انکار کرتے ہیں وہ اہل ظواہر
 اور علمائے نا حقیقت شناس ہیں محقق کامل موحّد صاحب دل وہی ہے کہ
 دو ذات متفائر الحقیقت لغیر ذات عبد و ذات رب میں باوجود ثبوت
 غیریت ذاتی کے پھر اون دونوں میں اس طرح کی عینیت وجودی کو ثابت
 کرے کہ کسی طرح کی غیریت متصور ہی نہ ہو کیونکہ ذوات اشیا و جو اعیان ثنائیہ
 صور علیہ میں ان کو فی نفسہ وجود ہی نہیں ہے بلکہ وجود الہی ہی سے
 موجود و ظاہر ہوتے ہیں تو پھر اشیا و موجودات کا وجود مناسر وجود الہی
 کیونکر ہو سکتا ہے اس واسطے وجود اشیا و کاعین وجود حق پھر از رو
 ذوات اشیا کے حق غیر خلق اور خلق غیر حق ہے اس واسطے سلطان المحققین
 حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں
 فرماتے ہیں فَهُوَ عَيْنٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي الظُّهُورِ وَمَا هُوَ عَيْنُ الشَّيْءِ
 فِي ذَوَائِقِ الْبَلِّ هُوَ هُوَ وَالْأَشْيَاءُ أَشْيَاءُ الْغُيُوبِ وہی ہے عین رب
 چیزوں کا ظہور میں اور نہیں ہے وہ عین اشیا و کا اونکی ذات میں بلکہ
 وہ وہی ہے اور اشیا و اشیا ہے یہ وحدان اور عقیدہ صوفیاء کا ملین

بلکہ
 پھر وہ میں ہے
 یا نہ کہے کا ظہور
 میں اور نہیں ہے
 وہ عین اشیا و
 ذات میں اونکی
 بلکہ وہ وہی ہے
 نور اشیا و اشیا
 ہیں ۱۲

کا ہے لہذا سن الازل الی الابد رب رب ہے اور عبد عبد ہے
 بندہ کہی خدا اور خدا کہی بندہ ہو نہیں سکتا یہ محال ہے ورنہ قلب
 حقایق لازم آئے گا قلب حقایق کفر و باطل ہے پھر باوجود اس بات کے
 عبد و رب میں عنیت حقیقی ثابت ہے جیسے عنیت حقیقی ثابت ہے اسبطر
 غیرت حقیقی ہی ثابت ہے جو ان دونوں وجہ عنیت حقیقی و غیرت حقیقی
 کا قایل ہے وہی سوحد کامل محقق آگاہ دل ہے کیونکہ لکل شیء وجهان
 یعنی ہر شے کے واسطے دو وجہ ثابت ہے ایک وجہ عنیت اور ایک وجہ
 غیرت جسے وجہ غیرت کو اٹھا دیا اور صرف عنیت کو ثابت کیا ستر
 توحید اور حقیقت وحدۃ الوجود سے محض غافل اور نرا جاہل ہے اور وہ نزدیک
 عارفان محققین کے منکر قرآن مجید بے دین ہے کیونکہ یہ ہر دو وجہ عنیت
 و غیرت حقیقی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور وہ جو بعض صوفیان کامل
 اپنے تصانیف و تالیف میں عنیت حقیقی اور غیرت اعتباری فرماتے ہیں
 اس سے مراد فی الواقع ہے نہ کہ فی المجاز جب فی الواقع ہو تو وہ نفس الامر
 غیر حقیقی ہے کس واسطے کہ وہ اعتبار حق ہے کسی معتبر مجازی کے تابع نہیں ہے
 کہ کوئی اعتبار کرے یا نہ کرے فی الواقع نفس الامر میں ثابت ہے ہر ہر کا
 حکم ہر ہر پر جاری ہے بغیر نادان و ناواقف و نااہل و ناتربط
 کچھ صوفی بچے ملحد اسم بے مسمی لباس درویشی سے مزمین خطاب ہے

واسطے ہر شے
 کے دو وجہ ہیں
 ۱۲

مشتیق صرف اون کتب کو مطالعہ کر کے کلمات صوفیہ کا اپنی طبیعت سے
من بجائے معنی سمجھ کر غلط فہمی اور خود رائی سے مست ہو کر عنایت حقیقی کا
دم مارتے ہیں اور اصطلاحات صوفیہ سے بیخبر بے نصیب و محروم ہیں
چنانچہ مولانا رومی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب شنوی شریف میں فرماتے ہیں -

اصطلاحات مست مراد بال را - | | از ان نصیب نیست اہل قال را

علیٰ ہذا القیاس ہر ایک علم و فن کے اصطلاحات علیحدہ علیحدہ ہیں چنانچہ
اصطلاحات متکلمین و اصطلاحات منطقین و اصطلاحات فقیہین و اصطلاحات
اطباء و اصطلاحات صوفیہ غرض ہر قوم کے اصطلاحات علیحدہ علیحدہ ہیں
جب تک اون کے اصطلاحات سے بخوبی واقف نہ ہوں اون کی مراد سمجھنا
محال ہے اکثر نادان و ناواقف صرف اون کتب کا مطالعہ کر کے عنایت
حقیقی اور غیرت اعتباری بیان کرتے ہیں اور اس اعتبار کو مجازی سمجھتے
ہیں اور واقعی نہیں جانتے ہیں اور غیرت حقیقی سے انکار کرتے ہیں جیسا
فرقہ سوفطائے حقائق اشیاء کا منکر ہے سوفطائے کہتے ہیں کہ اگر ہم
پانی کو پانی سمجھ لیں تو پانی ہے یا اگر ہم اسی پانی کو آگ سمجھ جائیں تو آگ ہے
پس اگر ایسا اعتبار کر لیں تو نہ واجب تعالیٰ کی حقیقت ثابت ہوگی اور نہ
ممکنات عالم کی ایسے اعتقاد سے احکام شرعیہ اور اسرار صوفیہ باطل و
بے اصل ہو جاتے ہیں۔ صوفیہ مثل سوفطائے کے عالم کو محض خیالات

بے حقیقت نہیں کہتے ہیں بلکہ بخلاف اوس کے صوفیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ حقایق الامشیاء ثابتہ یعنی حقیقت ہر چیز کی ثابتہ ہے پس حقیقت واجب تعالیٰ کی واجب تعالیٰ کو ثابتہ ہے اور حقیقت ممکنات عالم کی ممکنات عالم کو ثابتہ ہے اور قلب حقیقت محال ہے کیونکہ ذات خلق اور ذات حق میں ابداً وازلاً تغایرت حقیقی واقعی ہے کیونکہ ایک وجود اور دوسرا عدم ہے چنانچہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب عقاید میں فرماتے ہیں۔

| | |
|----------------------------|--|
| اگر ہمہ در صفات و ذاتِ خدا | لیس شے کمشلہ ابداً۔ نہیں ہے شے ماندا ویکے |
|----------------------------|--|

اور منازل عروج اور مقام فنا اور مراتبات قرب میں سے کسی مرتبہ میں بھی عبد رب اور رب عبد نہیں ہو سکتا من الازل الے الابد رب رہے اور عبد عبد ہے چنانچہ صاحب گلشن راز فرماتے ہیں۔

| | |
|--------------------------|----------------------------|
| نہ ممکن از حد خویش بگذشت | نہ او واجب شد و نے واجب شد |
|--------------------------|----------------------------|

ممکن اوسی شے کا نام ہے جو فی نفسہ معدوم ہے اور جو شے فی الحقیقت معدوم ہوتی ہے وہ از خود موجود نہیں ہو سکتی مگر واجب الوجود کو جو در بخشی سے موجود ہو سکتی ہے اور اوسکے موجود ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ موجود نما ہو سکتی ہے اس واسطے عالم کو ممکن الوجود کہتے ہیں پس اس سے پر وہ نیست ہست نما ہے اور حق (واجب الوجود) ہست نیست

ہے لسلے مقام طہور میں حق اور خلق میں عینیت حقیقی از روئے وجود
 ہستی متحقق ہے جیسا عینیت حقیقی متحقق ہے ویسا ہی غیریت حقیقی از روئے
 عدم و مستی متحقق و ثابت ہے جیسا ملحدان ناقص التحقیق محض عینیت حقیقی کا دم مار
 ہیں اور غیریت حقیقی سے انکار کرتے ہیں اور مجہ خیال کرتے ہیں کہ غیریت
 حقیقی کے قایل ہونے سے کہیں وجود عبد و رب دو نہو جائے کہ جس سے
 شرک ثابت ہو ویسا ہی اکثر علمائے ظواہر اور فقیہائے تاحقیقت شناس
 بھی محض غیریت حقیقی پر اعتقاد رکھتے ہیں اور عینیت حقیقی وجودی کے
 قایل ہونے سے کہیں ذات عبد و رب ایک نہو جائے کہ جس سے کفر
 عاید ہو عا شا و کلا یہ نہیں جانتے کہ اہل تحقیق و ارباب تصوف عینیت
 قایل ہیں اس سے عبد و رب ایک نہیں ہو سکتے عبد عبد ہے اور رب
 رب ہے کسی طرح کسی حال میں من الازل الی الابد عین نہو اور عبد نہو کا عینیت
 وجہ سے ثابت ہے اور غیریت ایک وجہ سے ثابت ہے یہہ دونوں وجہ
 جسکی حقیقت بیان مذکور الصدر سے صاف واضح و لایح ہے اکثر جاہل اس
 ستر عینیت و غیریت کو جیسا کہ اوس کی حقیقت ہے کسی شیخ کامل سے نہیں
 جانتے صرف چند کتب تصوف کو مطالعہ کر کے اپنی خود رائی سے من بہائے
 معنی سمجھ کر بغیر از مغائرت ذاتی کے محض عینیت کے ایسے قایل ہوئے
 ہیں کہ آخر کو ملحد بن گئے۔

مثنوی

| | |
|--------------------------------|----------------------------|
| اپنی خود رانی سے اس جادوگر گذر | کرتلاش اچھا سا کوئی راہبر |
| پیر پا کوئی رہبر عقدہ کشا نہ | راز دان یفصل اللہ مایا شاء |

جب تک شیخ کامل عارف صاحب دل جامع الاضداد نہ ملے یہ نازک ترین مسئلہ ہمہ اوست جو عین وحدت الوجود اور سمر توحید ہے عینیت باغیریت اور غیریت باعینیت مطابق کتاب و سنت کے عین ایمان ہے حاصل نہیں ہوتا فی زمانہ دیکھا جاتا ہے کہ اکثر حضرات مشائخین اپنے مریدوں کو (جو طالبان الہی ہیں) صرف ذکر و اذکار ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور لطائف ستہ کے جاری ہو جانے ہی کو غایت قرب اور اصل مقصود ٹھہراتے ہیں اور معرفت عبدود سے بالکل نا آشنا رکھتے ہیں اور کہی ان سے کوئی انکائینس و جلیس جو عرفان سے باخبر ہے کسی موقع پر بسبیل تذکرہ اگر کچھ کلمات عرفان زبان پر لائے تو نکر گھبراتے ہیں اور سخت متحیر ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ جس کو معرفت کہتے ہیں وہ کیا چیز ہے اور کیا بات ہے اسکی حقیقت کیا ہے ولے افسوس صد ہزار افسوس ایسے طالبان الہی پر جو عرفان سے استدرنا آشنا ہیں اور بغیر عرفان کے ناخق اپنی عمر کو ضائع و تلف کرتے ہیں اور بعض مشائخین علی العموم طالبان الہی کو صرف چند مختصر اسرار معرفت بلا غیریت محض عینیت ہی تلقین و ارشاد کرتے ہیں جس سے اکثر مریدین عبادات شرعیہ اور معمولات صوفیہ سے دست بردار ہو کر راہ

سلوک سے بھیر و بے بہرہ اور جذب و عشق سے محروم و بے نصیب
 رہتے ہیں پھر ان میں سے بعض مریدین کم فہم اور کم ارشاد و تلقین کا
 مضمون غلط مفہوم کر کے اپنے خیالات فاسدہ اور باطلہ میں برعکس حقائق
 باطل اور باطل کو حق سمجھ کر ہمہ اور ت کا دم مارتے ہیں اور بجائے توحید الہی
 کے بھنور میں غوطے کھاتے ہیں پھر ان میں سے بعضے اشتغال ملاحدہ اور
 تصورات نامشروعہ پر اپنا رنگ جھاتے ہیں اور زعم فاسد میں اپنے تئیں
 عاشق الہی جانتے ہیں چنانچہ مولانا نے رومی علیہ الرحمۃ شہنشاہ شریف میں
 فرماتے ہیں -

| | |
|------------------------|---------------------------|
| عاشق تصویر وہم خویش تن | کے بود چون عاشقان ذوالمنن |
|------------------------|---------------------------|

طے افسوس صد ہزار افسوس ہے کہ کیا اپنی اوقات وہم و قیاس میں
 خراب کرتے ہیں - غرض یہ سب لاعلمی کا باعث ہے اس واسطے اول
 علم شرط ہے بعد عمل مشروط ہے جب تک شرط حاصل نہ ہو مشروط کا
 وجود ثابت نہیں ہوتا - چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں -

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| چو شمع از بے علم باید گداخت | کہ بے علم نتوان خدا را شناخت |
| برود امن علم گیر استوار | کہ عیلت رساند بدار القرار |
| میا موز جز علم گر عاقل | کہ بے علم بودن بود غافل |
| ترا علم در دین و دنیا تمام | کہ کار تو از علم گیر نظام |

کیونکہ عقل انبیر علم کے ناقص ہے لہذا البغیر عرفان و معرفت کے صرف اذکار
و افعال و اشتغال و تصورات سے مقصود حقیقی حاصل نہیں ہوتا ہے تاوقتیکہ
نفس کی شناخت نہ ہو معرفت حق حاصل نہیں ہوتی جب معرفت حق ہی حاصل
نہو تو پھر تقرب الہی کیسے نصیب ہوگی یقیناً تو کہ قول صادق مرتضیٰ
عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ شاید ہے اسو اسطے خود شناسی
پر مقدم ہے۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں۔

مشنوی

خود شناسی فرض باشد ایفلان | کار دیگر ہر سچ پوچ و ہیچدان
اور بعضوں نے فقط رسمی طریقہ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر کلاہ و کفنی اور شجرہ
و گلدامنی عطا کر دیتے ہیں صرف اسی بضاعت پر پیری و مریدی و فقیہی
کو منحصر کیا ہے ولے پیری و مریدی اسوقت کی سولے رسم و عادت کے
اور کچھ نہیں کیونکہ اسوقت اکثر حضرات اسم بے مسمی لباس درویشی سے
مزین اور خطاب شاہ سے مشین حق و باطل کی تمیز ندارد خود راہ حق سے
بے خبر من عرف اور قد عرف سے بے بہرہ ہیں وہ مرید کو کیا خاک راہ
بتا سکتے ہیں وہی مثل ہے کہ خنہ را خنہ کے کند بیدار و اسے برین اوستا
حمیدہ اگر کوئی سچا طالب مولا الفضل ایندو تعالیٰ شیخ ثانی کامل محقق سے
تجدید بیعت کے اور اپنی مراد کو پہنچے تو اس سے ناخوش ہوتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ فلان اچھا نہیں کیا ہم سے منکر و منحرف ہو کیا ہم کافی

نفس کی شناخت

نہیں تھے ولے افسوس ہے کہ مقصود حقیقی توقع سبحانہ اٹھالے ہے
 نہ کہ خود پیران الہیہ پیر رہنا ہے اس بارگاہ عالی کی راہ کا اور وسیلہ
 قرب حق سبحانہ کا۔ بشرطیکہ اس سے علم و عرفان حاصل ہو اور اسرار دقایق
 و انوار حقایق منکشف ہو چنانچہ صاحب گلشن راز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں -

| | |
|-----------------------------|--------------------------|
| مرید می سلم دین ابو ختن بود | چراغ دل بنور افروختن بود |
|-----------------------------|--------------------------|

نہ کہ فقط رسم و عادت کی موافق کلاہ و شجرہ لے لین اور راہ حق سے
 بے خبر رہیں افسوس ہے اس مرید پر جو ایسے پیر پر (کیا ہم کافی نہیں تھے،
 اعتقاد کر بیٹھ رہے اور کسی شیخ دیگر پر کامل عارف صاحب دل کی طرف
 رجوع نہوا اور طلب حق میں اپنا قدم آگے نہ بڑھائے اور بعض مریدین
 ناقص الخیال اس خیال خام میں مست ہیں کہ پیر میں جس است و اعتقاد
 میں اس است اور کہتے ہیں کہ جیسے خدا ایک اور رسول ایک ہے پیر بھی
 ایک چاہیے لہذا باین خیال وہ تجدید بیعت اور تعدد پیر و انہیں رکھتے
 بہہ آگئی کمال نادانی و لاعلمی کا باعث ہے اگر کتب و تاریخ و تذکرہ مطالعہ
 فرماتے تو البتہ معلوم ہوتا کہ اکثر حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ نے سوا
 پیر ارادے کے اکثر بیرون سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ
 سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ السامی کے متعدد
 بیعت کرنے کا ذکر تذکرۃ الاولیاء میں صاف ظاہر ہے۔ **بسمیت**

ایک سوتیرہ پیر پایا ہے | فیض ان سے کثیر پایا ہے

اور سولے اسکے خود سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے سہ صد ہشتاد و چہار شیخ یعنی تین سو اسی پر چار بیرون سے بیعت کیا مگر اسلام حقیقی حاصل نہوا اگر سیدنا امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ ملتا میں اور نہ بیعت کرتا تو کافر مرتا بطفیل امام ہمام اسلام حقیقی حاصل ہوا غرض یہ کہ اکثر اولیاء اللہ نے بیرون کا تعدد جائز فرمایا ہے چنانچہ پیر ارادت پیر خرقہ پیر صحبت پیر تعلیم ایک پیر سے خرقہ ارادت پہنا اور دوسرے سے تعلیم طریقت پایا ہے اور تیسرے سے فیض صحبت حاصل کیا ہے لیکن ان سب میں پیر تعلیم زیادہ مستحق ہے اس کی رعایت زیادہ کرنی چاہئے کس واسطے کہ وہ مرید کو حق تعالیٰ کے دربار کا راستہ بتلاتا ہے اور وہ روحی تربیت و پرورش فرماتا ہے اور باب قرب تک پہنچاتا ہے اس واسطے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ باوجود شیخ اول کے زمانہ حیات میں اگر کوئی طالب مولا اپنا رشد و ہدایت دوسرے شیخ کی خدمت میں زیادہ دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں حق تعالیٰ کی جانب زیادہ رجوع پاوے تو بے اذن شیخ اول کے دوسرے شیخ سے طلب

ہدایت و تجدید بیعت کرے تو جائز ہے لیکن چاہئے کہ شیخ اول سے
 ہرگز انکار نہ کرے اور اسکو سوائے نیکی کے یا دکرے فقط غرض الحاصل
 یہ کہ اگر شیخ کامل رکھتا ہو تو اپنے تئیں بلا ضرورت اور بغیر عذر کے
 دوسرے شیخ سے رجوع نہ کرے کس واسطے کہ بلا ضرورت ہر جگہ بیعت
 کرنا برکت کو کم ہوتا ہے ہاں اگر سخت ضرورت ہو یا عذر معقول ہو
 جیسے وفات پیر کے بعد یا بغرض رشد و ہدایت زمانہ حیات میں تو وہ
 دور ہو کہ ملاقات کی توقع باقی نہ ہو یا وہ نزدیک ہو اور کامل بھی ہو
 اس کے خدمت میں اپنے لئے اپنے حق میں رشد و ہدایت نہ دیکھے اور
 نہ پاوے یا اگر ناقص ہو تو ایسی سب حالتوں میں تجدید بیعت و طلب
 ہدایت شیخ ثانی و ثالث سے جائز ہے پس جہان ہدایت و جمعیت دل بانی
 جیاوے بے توقف اپنے تئیں رجوع کرنا چاہئے اور شیطانی و سوسون
 سے پناہ مانگنی چاہئے کس واسطے کہ دل میں اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ
 ایک پیر سے بیعت کرنے کے بعد خواہ اس سے رشد و ہدایت و
 جمعیت حاصل ہو یا نہو پھر دوسرے پیر سے تجدید بیعت کرنی جائز
 نہیں مجھ ہی ایک خطرہ شیطانی ہے کہ طالب حق کو راہ حق سے
 باز رکھتا ہے غرض پیر کامل و پیر ناقص کی شناخت اور طرح و رسم
 اور بیعت اور تجدید بیعت اور غیر بیعت اور اسکی منفعت و مضرت

اور راہ سلوک اور توحید و عرفان ایمان و ایقان اسلام و احسان جسکا
بیان نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ مولانا و مرشدنا و سیدنا حضرت

سید جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب

بنیظیر مثنوی شریف میں مرقوم فرمایا ہے جس کا جی چاہے مطالعہ فرمائے
اور اس کے موافق اپنا ہر معاملہ امتیاز کر لے۔ شیخ کامل بھی طالب الہی کو

فضل الہی ہی سے ملتا ہے شیخ کامل وہی ہے جو طالب حق کو حق سبحانہ
تعالیٰ کے دربار کا راستہ بتلاتا ہے اور مقام قرب تک پہنچاتا ہے جب

کسی کو ایسا شیخ کامل مل جائے اور بیعت سے سرفراز فرمائے تو اپنی خوش نصیبی
سمجھ کر اسکی اطاعت میں ہمہ تن حاضر رہے اور اسکی ارشاد پر اپنا دل
و جان قربان کرے۔ جیسا مولانا مرشد کے حق میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اے مراد مصطفیٰ من چون عمر | از برائے خدمت بندم کمر

جب کسی کو ایسا شیخ کامل مل جائے اور بیعت سے سرفراز فرمائے تو وہ
اپنی خوش نصیبی سمجھ کر اس کی اطاعت و خدمت میں حاضر و غائب
ظاہر و باطن اپنے تئیں یکسان رکھے اور اس کے ارشاد پر اپنا دل
و جان قربان کرے جیسا مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مثنوی

چون گرفت پی زمین تسلیم شو۔ | ہچو مومے زیر حکم فضر و

| | |
|-----------------------------|---------------------------|
| اگھ جان بخش اگر کبشدر و است | نائب است و دست او دست خدا |
| کوئی وقت غلشت اے میرد | مناز و نور نبی آید بدید |

الحاصل مولانا فرماتے ہیں کہ اطاعت مرفد عین اطاعت رسول ہے اور اطاعت رسول عین اطاعت خدا ہے جسے اطاعت پیر سے منہ پھیرا اوسنے اطاعت رسول سے منہ پھیرا جس نے اطاعت رسول سے منہ پھیرا وہ گمراہ و ہلاک ہوا پس مرید کیلئے اولاً اطاعت پیر فرض راہ طریقت ہے چنانچہ **اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاولی الامر منکم** سے ثابت ہے مفسرین و محققین نے فرمایا ہے کہ عارفین کے نزدیک اولی الامر سے مراد مشائخ اور پیران طریقت ہیں کہ اہل سلوک کی تعلیم و تربیت میں مشغول رہتے ہیں اور سالک کو انکی فرمانبرداری ضرور ہے چنانچہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی فرمایا ہے۔

شعر

عربی
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت

عربی
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت
پیر کی اطاعت

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| سالک نرود بے مددی پیر بجائے | بے زور کمان رہ بند تیر بجائے |
|-----------------------------|------------------------------|

پس جب تک شیخ کی اتباع و اطاعت ظاہر و باطن دل و جان سے نکالے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ جب تک شیخ سے نسبت حاصل نہ ہو رسول سے نسبت حاصل نہیں ہوتی اس واسطے **الشیخ فی قومہ** کا الٰہی فی امتہ۔ حدیث شریف میں آیا ہے اسی حدیث کا ترجمہ

مولانا فرماتے ہیں -

| | |
|-------------------------------|-------------------------------|
| تا از نور نبی آید پدید | کو نبی وقت خویش است امیر |
| تکلیف کم کن برفن و برگام خویش | نگسل از پیغمبر ایام خویش |
| ہم خدا آمد و ہم ذات رسول | چون تو کردی ذات پیری را قبول |
| کئے شود آخر حق نعمت پذیر | ہر کہ او عاشق نشد بر روئے پیر |

مرید جب تک اپنے پیر کے ساتھ عشق و محبت پیدا نہ کرے اور اس کے حقوق اور آداب کی رعایت نہ رکھے اور اسکی اتباع و اطاعت نہ کرے اور اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا چنانچہ حقوق پیر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب رسالہ مبدا و معاد میں نہایت ہی شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کے بعد پیر کے حقوق سارے ارباب حقوق سے زیادہ ہیں کس واسطے کہ ولادت ظاہری اگرچہ ماننا پسے متعلق ہے مگر ولادت باطنی پیر سے تعلق رکھتی ہے ظاہری ولادت کی زندگی چند روزہ ہے اور باطنی ولادت کی زندگی حیات ابدی ہے اور مرید کے باطنی نجاتوں کو اپنے قلب روح سے پیروی پاک و صاف کرتا ہے اور اس کے دل کو آئینہ بناتا ہے پیروی کے وسیلہ سے مرید خدا تک پہنچتا ہے پس وہ وسیلہ دنیا اور آخرت کے

سب سعادتون سے بہتر و برتر ہے کس واسطے کہ اس وسیلہ کے ذریعہ سے کفر جہلی کو چھوڑ کر اسلام حقیقی قبول کرتا ہے۔ پس پیر کی نسبت میں مرید اپنی سعادت سمجھے اور پیر کے رد و انکار میں مرید اپنی ثقافت تصور کرے کس واسطے کہ مرید جب تک پیر کی مرضیات میں آپ کو نا ٹکرے اللہ تعالیٰ کی مرضیات کو نہیں پہنچ سکتا۔ پس مرید کے لئے اصل ثقافت ناخوشی و نامرضی پیر میں ہے اللہ سبحانہ تعالیٰ ہر ایک مرید پیر طریقت کو اس آفتِ عظیم سے بچا دے کس واسطے کہ ہر گناہ کا علاج محکم ہے مگر آزار ناخوشی پیر کا کوئی علاج نہیں ہے جب تک کہ خود پیر راضی و خوش نہ ہو پیر کے ناخوشی اور بد اعتقاد میں سے مرید نہایت ہی سخت مرض مہلک لا علاج میں گرفتار ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابو جعفر امیر ماہ بھڑا بخی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب رسالہ المطلب فی عشق المحبوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ناخوشی مرشد میں مرید سات طرح کی آفت میں گرفتار ہوتا ہے وہ یہ ہے۔

اول اعراض دوسرے حجاب تیسرے تفاسل چوتھے سلب مزید پانچویں سلب قدیم چھٹویں سلب ساتویں عداوت ان ساتوں اقسام آفت کی شرح ایک تئیں میں تحریر فرماتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر عاشق سے کوئی حرکت ناپسندیدہ معشوق کے واقع ہو تو

معتوق اول عاشق سے اعراض کرتا ہے یعنی منہ پھیر لیتا ہے جب عاشق کو لازم ہے کہ جلد اویس وقت معذرت و استغفار میں مشغول ہو کہ معتوق پھر اُس سے راضی ہو جاوے اور اوسکی جانب توجہ فرماوے ورنہ اوسی خطا پر جما رہے اور عذر پیش نہ کرے تو وہ اعراض حد حجاب تک پہنچتا ہے جب عاشق پر واجب ہوتا ہے کہ اوس کے اعتذار اور توبہ میں کوشش کرے اگر جب بھی اوس نے توبہ میں تقصیر کی تو وہ حجاب تفاصل کے درجہ تک پہنچتا ہے یعنی جدائی کا باعث ہوتا ہے اول نقطہ اعراض تھا عذر نہ کرنے سے حجاب بنگیا پھر بھی خطا باقی رہنے سے ثقل کا سبب ہوا پھر جب بھی اگر وہ اوس تصور پر ٹھہرے تو وہ سلب مزید کا باعث ہو جاتا ہے سلب مزید وہ ہے کہ ذوق طاعت و عبادت اُس سے چھین لئے جاتی ہے۔ لِكُلِّ شَيْءٍ عِقُوبَةٌ وَعِقُوبَةُ الْحَبِيبِ اِنْقِطَاعُهُ عَنْ ذِكْرِہِ پھر اگر اوس کے بعد بھی عذر نہ کیا اور غم نہ چاہا تو وہ سلب قدیم کا باعث ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جو طاعت و عبادات سلب مزید سے پہلے رکھتا تھا وہ اُس سے سلب کر لئے جاتے ہیں اگر اوس کے بعد بھی رو بر آہ نہ لایا تو حنیف لیلیٰ من آپ کو گرایا یعنی اوس کے دل نے اس جدائی پر آرام پایا پھر بھی رجوع نہوا اور سستی کیا تو عداوت کے درجہ پر پہنچا دوسرے دشمن قرار دیا گیا یعنی

۱۰
وہ خطا پر غصہ ہے اور
خطا پر غم ہے اور
دوست کے کریم
بزرگوار۔ ۱۰

۹۱
 حجت الاسلام
 آیت الله العظمی
 سید محمد تقی
 مدظلہ العالی

مذکورہ بالا کے چھ درجہ تک بھی متنبہ نہ ہوا اور اپنے تین رجوع نہ کیا اور
 وقت یار درپے آزار ہوتا ہے پھر ایسی حالت میں تو بہ تسبول نہیں ہوتی
 نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ اب اس کا علاج نہایت ہی سخت دشوار ہے
 بلکہ ناممکن چنانچہ مقتدائے اہل شریعت و طریقت حضرت خواجہ جنید بغدادی
 رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ پھر اوسکی دوا اور علاج کیا ہے۔ آپ نے
 جواب دیا کہ ایک عالم اس حالت میں مبتلا ہے۔ مِّنْ غَمٍّ عَظِيمٍ
 عَنِ اللّٰهِ طُرْفَةً عَيْنٍ لَّمْ يَهْتَدِ اَبَدًا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ
 اللّٰہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جملہ بیران طریقت کے ہر ایک مرید کو ایسی
 حالتوں اور لغزشوں سے تادم زیست محفوظ رکھے مولانا نے رومی علیہ الرحمۃ
 نے اپنی کتاب شنوی شریف میں جا بجا اتباع و خوشنودے پیر کے لئے
 مرید کو سخت تاکید فرمایا ہے چنانچہ ناخوشی مرشد میں تحریر فرماتے ہیں

ممنوع

| | |
|--|---|
| اگر بجائید و شش رسید از ان اگر ہو ادل ان کا خوش تو تم چھٹے | ورنہ تو امید و ساعد ہا گزان ورنہ کاٹو ہاتھ تم پھر یاس سے |
| یعنی مولانا فرماتے ہیں کہ جب مرشد ناخوش ہو تو مریدوں کو چاہئے کہ جلد مرشد کو اپنے راضی کریں ورنہ رفتہ رفتہ جب غضب الہی میں گرفتار ہو جائیں اور روسیاء بنیں پھر بچنا انکا محال ہے اور | |

مولانا فرماتے ہیں - مثنوی

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| ہر جہ پر تو آید از ظلمات و غم | آن ز بیباکی و گستاخیت ہم |
| بذر گستاخی کسوف آفتاب | شد عزا ز لیے زجرات ردّ باب |

یعنی تجھ پر جو رنج و غم آئے تو جان لے کہ وہ تیری گستاخی و بے ادبی و بیباکی کا باعث ہے۔ آفتاب کو گہن بسبب گستاخی و بے ادبی کے ہول ہے اور شیطان بھی بسبب گستاخی و بے ادبی کے باعث مردود و خوار ہوا ہے اور بے ادب فقط تنہا خوار و زار نہیں ہے بلکہ وہ اپنے ساتھ ایک عالم کو خوار زار کرتا ہے جیسا مولانا فرماتے ہیں -

مثنوی

| | |
|-------------------------------|---------------------------|
| بے ادب تنہا نہ خود را دانش بد | بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد - |
|-------------------------------|---------------------------|

یعنی وہ خود تنہا بلا میں نہیں پڑتے ہیں بلکہ اپنے ساتھ ایک جہان کو بلا میں ڈالتے ہیں یعنی اون کی بے ادبی اور گستاخی سے ایک جہان قہر الہی میں گرفتار ہوتا ہے کیونکہ سنت اللہ سُر جاری ہے کہ ایک کی شامت گناہ سے کل جہاز کو ڈبو دیتا ہے -

اللہم احفظنا اسوایطے مولانا جناب باری مین التجا کرتے ہیں -
مثنوی

از خدا خواہیم توفیق ادب | بے ادب محروم ماند از لطف رب

یعنی مولانا فرماتے ہیں کہ خداوند عالم سے میں توفیق ادب کی چاہتا ہوں۔ کس واسطے کہ بے ادب لطف رب سے محروم ہیں۔ یہ کمترین خادمان بھی از دل جان شب و روز جناب باری میں ملتجی ہے کہ خداوند التوفیق فضل و کرم سے اس گنہگار کو اور تمام احباب کو جو برادران دینی و اخوان یقینی ہیں علی الخصوص ارادتمندان ہر پیر طریقت کو اپنے اپنے شیخ کو اطاعت و اتباع نصیب فرما اور توفیق ادب کی عطا فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم بحرمات البنی سے
المرسلین جلال الحسن والحسین ابی القاسم محمد الرسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اجمعین جنتا
یا ارحم الراحمین

| | |
|------------------------------|------------------------------|
| اگرچہ رسالہ یہ ہے مختصر | بھرا اس میں ہے سترحق سرب |
| عزیز و لکھا میں جو کچھ کہ ہے | خلاف شرع اس کو مت جائے |
| وہ انبیا اولیا ہے یہی نہ | وہ جائے اسے جو ہے حق کا ولو |
| سمجھ لو خلاف اسکے جسے کیا | وہ مردود حق اور کافر ہو |
| کھلے سب پہ محبوب کب سترحق | بجز پیر کامل کے ہے یہ بہ ادو |



اوسنے دیکھا تجھے اور ہر ہی پانا تیرا
 اوسکو بہر ہل میں میسر ہے نظار تیرا
 خاص مومن ہی کے دلمین ہو ٹھکانا تیرا
 مجھکو کافی ہے فقط پیر سہارا تیرا
 کہیں عاشق کہیں معشوق کہا نا تیرا
 اب تو ممکن نہیں دیکھوں تماشا تیرا
 دو تو عالم ہیں فقط آئینہ خانہ تیرا
 مردیکو زندہ جاوید بنانا تیرا
 زاہد خشک نہ کھاؤں کبھی دھوکا تیرا
 مجھہ احسان ہے اے دیدہ بینا تیرا

رمزاے جان جہان جسے کہ جانا تیرا
 وہم کو جسے خودی کے ہر نکالادل سے
 عرش و کرسی پہ ترا جلوہ ہو ساری لکڑ
 کیا ڈرائیگی مجھے گرمے مہر شر
 دل جو بیدار ہو اتب یہ سچہ میں آیا
 آئینہ دل کا دُہلے گرد خود لیے پورا
 سب میں ہے عکس ترا تو ہر مہر اس سے
 تادم حشر مجھے یاد رہیگا یا پیر
 مجھکو معلوم ہے جو عشق و ہوس میں ہر فرق
 وہ جہان رہے ہیں میں دیکھ لیا کرتا ہوں

نخست یا ور ہے ترا کیا کرے کوئی محبوب
 گرچہ بن جائے عدو ایک زمانہ تیرا

| | |
|--|--|
| <p>جیسے جی چھوڑوں میں ہرگز نہا مصطفیٰ ہو گیا ہو دل سے جو اپنے فداے مصطفیٰ کچھ نظر آتا نہیں مجھ کو سوائے مصطفیٰ ہے عبادت کی بضاعت پس سب کچھ نیکہ ہو چکی منزل فنا فی الشیخ کی جس کی تمام لوٹ جائینگے بلا پریش فرشتے قبر سے صاحب باطن نہوا انسان تو یہ کیونکر کھلے کچھ مدینہ پر نہیں موقوف غافل آدھر</p> | <p>مرے دم لب سونہ کھلے کچھ سوائے مصطفیٰ حشر کے دن ہو گا وہ زیر لوائے مصطفیٰ بھر گئی ہے کس قدر سر میں ہوائے مصطفیٰ بخندے یا رب گنہ میری سوائے مصطفیٰ اوس کو حاصل کیوں نہوں ہم لقا مصطفیٰ منہ سے نکلیگی مرے جدام صدائے مصطفیٰ مصطفیٰ حق کی جگہ ہیں حق بجائے مصطفیٰ تجھ کو ہر شے میں دکھا دوں میں لقا مصطفیٰ</p> |
|--|--|

اپنی آنکھوں میں بھرون کھل جا ہر کی طرح
 ہاتھ گر محبوب آئے خاک پاؤ مصطفیٰ

| | |
|---|---|
| <p>ازل سے ہوں لدادہ ایسا غوثِ عظم کا ہوا غل دیکھ کر مجھ کو یہ عرصات قیامت پے بخش نہیں ہے پاس میری گو کوئی کی براتی بن ولی اللہ سب نواہ حضرتین چلے جائینگے بے پریش نکسیرن اگر قد سے جگر میں داغ ہیں دل میں تصور کچھ میں جلوہ انکیوں میری قدم سے نار دوزخ سرد ہو جائے</p> | <p>کہ ہر شے میں نظر آتا ہے جلوہ غوثِ عظم کا جلو سر کو ہٹو آتا ہے شید غوثِ عظم کا ہی بس ہے کہ ہونہیں نام لیو غوثِ عظم کا نہ کیونکر ہر کس و ناکس ہو بند غوثِ عظم کا کرونگا بعد مردن شور حب یا غوثِ عظم کا کوئی دیکھے تو میں عاشق ہوں کس یا غوثِ عظم کا فدائی ہوں معین الدین جس کا غوثِ عظم کا</p> |
|---|---|

نواسے ہیں سول اللہ کو معشوق ہیں کچے کسی سے ہو بیان کسطح رہتا غوثِ عظیم کا

گناہوں پر عبث رو رو کے اپنی جان کھوٹا ہے
بچھے محبوب کافی ہے وسیلا غوثِ عظیم کا

ازل ہی سر میں ہر سودا معین الدین چشتی کا
لکھا ہذا عجیب اللہ تھا پیشانی کے اوپر
لکھو اہل زمانہ آپ پر قربان ہو جائیں
ادھر جن و بشر و اصف و دہر جو رملک اصف
مرے بلبل گلونیر ہوں فلا شمع پہ پروانے
بلا شک اسکو ہوگی سرخروئی دین دنیا یاز
دکھا یا رب مجھ پر روضا معین الدین چشتی کا
بیان کس منہ سے ہو رہا معین الدین چشتی کا
خدا تک ہی تو ہے شیدا معین الدین چشتی کا
کہو کس جا نہیں چرچا معین الدین چشتی کا
مگر مجھ کو تو ہے سودا معین الدین چشتی کا
جو دل سے ہو گیا شیدا معین الدین چشتی کا

یہی ہے التجا محبوب کی ہر روز و شب یا رب
سے سر پر مرے سایا معین الدین چشتی کا

تماشا ہے رخِ زیبا رحیم اللہ چشتی کا
بشر کی کیا حقیقت ہو ملک بھی تو رہی چشتی کا
مرضیوں کو شفا دیتے ہیں مقصد متمند نکو
جو دیکھے آکھو کیونکر نہ وہ اللہ کو دیکھو
زمانہ کیوں نہوشا لید رحیم اللہ چشتی کا
کہو کس کو نہیں سودا رحیم اللہ چشتی کا
جہا نہیں فیض ہے کیا کیا رحیم اللہ چشتی کا
بنا ہے حق نما چہرہ رحیم اللہ چشتی کا

یہاں جنت شریب یا ہوا سیلاب دم بھر میں
 نہ مطلب دین دنیا سے مولا کی محبو خواہش
 اگر شمع ہو یہ ادنا سا رحیم اللہ چشتی کا
 رہے پیش نظر ہر رحیم اللہ چشتی کا

مجھے ہوتا ہے دیدار الہی دمدم محبوب
 ہوا ہوں جب سے میں بند رحیم اللہ چشتی کا

عشق کے مکتب میں جب درس سہم اللہ کا
 پردہ لایا میں ہے روشن نور اللہ کا
 عبد و رب میں ہر حقیقی عینیت اور غیرت
 درگاہ خواجہ کا رتبہ کم نہ جانو زاہد
 عینیت بے غیریت اور غیرت بے عینیت
 کون ہوں سمجھا ہے کیا محبوب مجھ کو اپنے
 بندی پائے نہ کیوں رہے فنا فی اللہ کا
 جو یہ سمجھا رہا ہوں وہ حق ہے ولی اللہ کا
 اگر نہ ہو باور تو دیکھ ایدل کلام اللہ کا
 خم رہا کرتا ہے سر بیان ہر گدا و شاہ کا
 توبہ توبہ جو یہ سمجھے ہے وہ بھٹکا راہ کا
 ہوں غلام کسیرین خواجہ رحیم اللہ کا

تم نہ سمجھو بے زبان محبوب خالق کو کہی
 ورنہ کب جائز ہے کہنا پھر کلام اللہ کا

سخت دشواری سبکے لئے پانا دلکا
 دل نہ ہوتا تو یہ مخلوق نہ ہوتی ہرگز
 مصنفہ محض کو نا فہم سمجھتے ہیں دل
 پیر کامل ہی سے ملتا ہے ٹھکانا دلکا
 دل زمانہ کا ہے باعث تو زمانا دلکا
 حال جانا ہے تو دل و الون نے جانا دلکا

| | |
|---|--|
| <p>کچھ تو اوس پرورشین کی ہر شے کا باعث ہوں ہم دونو تو نام اُسکا ملاقات نہیں وہ رہے رویت دلدار محروم نہ کیوں دل ہی کے ساتھ میں رہا نہ حقیقت موقوف</p> | <p>ور نہ کچھ وجہ نہیں آپ پہ آنا دل کا وصل کہتے ہیں جسے وہ ہے مٹا نادل کا جسے بھید اے دل بیتاب بنجا نادل کا جام جمشید بھی فرضی ہے نونا دل کا</p> |
| | <p>ہو نصیب او سکونہ کیوں جلوہ حق ای محبوب بس کو معلوم ہے آئینہ بنا نادل کا ۲</p> |
| <p>بے ث دنیا میں ہوا ہے صاحب لولاک کا ذات حق ہرگز متعید ہو نہیں سکتی کبھی جان جب تک جسم میں ہر یار کی کڑے تلاش تصفیہ ہو روح کا بے پیر ممکن ہی نہیں جان لے یہ خوب تے دریاے کثرت میں کبھی دونوں عالم حق میں میری آئینہ خانہ بنے</p> | <p>عرش سے کیونکر دو بالا ہونہ رہا خاک کا چھوڑ دے امی زاہد نادان گمان افلاک کا فخر ہے غافل عبت تجھ کو زرو پویشاک کا خاک کے پتے کو لازم ہر تردد خاک کا دو بنا ممکن نہیں ہے وحدتی پیراک کا سر نہ آنکھوں نہیں لگایا تھنے جب ادراک کا</p> |
| | <p>عبد و رب کامل کوئی کیوں کر ہو حضرت کے سوا تو نہ کر محبوب دعا ہو کے پتلا خاک کا</p> |
| <p>اٹھاکے آنکھ جو مینے ہر ایک سو دیکھا</p> | <p>تجھی کو ایک زمانہ میں خوب و دیکھا</p> |

ہر ایک پھول میں تیرا ہی رنگ بودیکھا
نظر اوٹھالی تو بس خود کو چار سو دیکھا
یہی ہے کعبہ بیت کر کے جستجو دیکھا
خدا کی شان ہر آج اسکو روبرو دیکھا
عجیب آپکا یہ طرز گفتگو دیکھا

سہولے شوق میں تیری جوینے کی گلگشت
مٹا یا دل سے جو دعوئے رانی و مری
نہ کیوں پڑا رہوں در پر تر ز گدا بنکر
صدائیں سنستے تھے ہم جس سوچن و اُور کی
جو بات منہ سے نکلتی ہے ایک گالی ہے

یقین دعوئے تقوا ہو کس طرح محبوب
تمہارے ہاتھ میں جب ساغر و سبو دیکھا ۲

جب خودی مٹ گئی خدا دیکھا
ہم نے دشمن کو آشنا دیکھا
بُت میں بھی جلوہ خدا دیکھا
کوئی رہبر نہ آپ سا دیکھا
بندہ بندہ خدا خدا دیکھا
جلوہ یار جا بجا دیکھا۔
شان آدم کو آئینا دیکھا
و اصل حق کو بے صدا دیکھا
ہم نے اپنے لئے روا دیکھا
ساتھ ہی بندیکے خدا دیکھا

کیا بتائیں کہ ہم نے کیا دیکھا
صلح کل اور کس کو کہتے ہیں
ہے موحّد مری نظر کیا کیا
یوں تو لاکھوں ہیں رہنما لیکن
نہیں ہوتا کبھی خدا بندہ
برہمن دیر میں ہے کعبہ میں شیخ
شخص حق ہے تو عکس ہے احمد
مدعی لاکھ شور کرتے ہیں
ہو ہمہ اورت یا کہ ہو ہمہ زوت
نہو بندہ تو پہر خدا کیسا۔

| | |
|--|---|
| کے تجھ کو ترے سوا دیکھا یاں نہ بندہ نہ یان خدا دیکھا پر اسے مینے ذی بقا دیکھا یہ نہ سمجھا تو تو نے کیا دیکھا | کے تجھ سے نصیب ہیں آنجہیں وصل بھی اک مقام حیرت ہے لوگ کہتے ہیں نفس مرتا ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ |
| بے خودی وجہ قربت حق ہے ہم نے محبوب بار بار دیکھا ۲ | |
| صنعت کردگار کو دیکھا مینے جب شکل دار کو دیکھا یوں تو ہم نے مزار کو دیکھا جب نے اوس گلزار کو دیکھا ہم نے جب زلف یار کو دیکھا آپ کے اختیار کو دیکھا | ایک جا نور و نار کو دیکھا کہہ اوٹھا آج حق کا دیدار تجھ سے صورت نکلی آئی نظر مست وہ کیوں نہ شکل بلبل ہو پڑھ لیا دل میں سورہ والیل خوش کیا غیر کو مجھے ناخوش |
| نیض مرشد سے ہم نے اے محبوب اپنے گھر ہی میں یار کو دیکھا ۳ | |
| مے محبت میں تیرے ساتی عجب طرح کا سرور دیکھا جہان میں جس چیز پر نظر کی اوس میں تیرا ظہور دیکھا | |

کسیکو حسرت ہے راحتوں کی گلہ کسیکو ہر آفتوں کا
 الہی بندوں کو تیرے بہنے جہان میں ناصبور دیکھا
 کہیں دوی کا بُرا ہوا بدل گئی دوی تو ہوا یہ حاصل
 سمجھتے تھے خود سے دور ہو جائیں تو کسیکو اپنے حضور دیکھا
 توئی مضل ہے توئی ہے ہادی توئی رحیم اور توئی ہی ظالم
 تجھی سے ہے اتفاق سب میں تجھی سے سارا فتور دیکھا
 خودی کو کہو یا تو اسکو پایا خود بین آیا تو اسکو کہو یا
 انہیں لگا ہوں سے عمر بھر تک خدا کو نزدیک دور دیکھا
 خدا رکھے پیر کے کرم نے بنا دیا ہے موحد ایسا
 جد ہراوٹھا لے لگا ہمنے اودہر تجھی کو ضرور دیکھا
 اگرچہ ناعل ہے خیر و شر کا خدا ہی محبوب ہمنے مانا
 جو فعل ہوتے ہیں تجھ سے شر کے ترا ہی اس میں قصور دیکھا

کو چہ محبوب تک میرا گزر ہونے لگا
 ذرہ ذرہ غیرت شمس و قمر ہونے لگا
 تحنہ مرقد مرا زیر و زبر ہونے لگا
 حشر کا دن ہے حساب خیر و شر ہونے لگا
 ہم گیا جب درد دل و دگر ہونے لگا
 عیب بھی اپنے لئے گویا نہ ہونے لگا

رشک و اغیار کا ٹکڑے جگر ہونے لگا
 آج کس کا آفتاب حسن ہے پر تو فنگن
 مر کے بھی ہی اضطراب خاطر مضطرب ہی
 بوسہ گن گنکر جو لیتا ہوں تو وہ فرمے ہیں
 اک نہ اک آفت رہا کرتی ہی میری جان پر
 اب نہیں ممکن قیامت تک رستی قوم کی

| | |
|--|--|
| <p>ہو گیا جب رحمتِ لدار کا ہم کو یقین اگنی جب موت تو زخمون کے پہاڑی اگر سر پہ مر گیا میں تو مری میت پہ وہ فرماتے ہیں نالے سن کر مرے وہ غیر سیوین کہتے ہیں</p> | <p>کہیل کی اک بات کر خیر شہر ہونے لگا دل تڑپ کر طائر بے بال و پر ہونے لگا آپ کا کس کی اجازت سے سفر ہونے لگا اب مرا مظلوم بھی بیدار اگر ہونے لگا</p> |
| <p>دراغ دل سے ہو گیا محبوب یہ ثابت مجھے آفتاب حشر کا سینہ میں گھر ہونے لگا</p> | |
| <p>جہان میں کس طرح دیدار تھا ہو نہیں سکتا کبیرا جرم ہے غافل سمجھو کو نہ تو مجھ کو جدا میں حال کی باتیں جد امیدی کی باتیں سمجھو مرشد کو تو مسجدِ عالیہ مسجدِ حق کو تو پہلے علم وحدت کیلک ہو بعد کو عامل حقیقت جو ہے ہر شے کی مبدل ہو نہیں سکتی جدا ہے ذات دونوں سے تیری تو ان شاہد ہے</p> | <p>اگر ہو نہ سکتے والا تو کیسا ہو نہیں سکتا۔ سوا حق کے وجود اس کا کیسا ہو نہیں سکتا انا کہہ کر کوئی منصور اصلا ہو نہیں سکتا جو سجدہ پیر کو کرتے ہیں یہی ہو نہیں سکتا وگرنہ بشر ہبہو و سپر ہو نہیں سکتا انجا تو خود کو حق کو ایک ایسا ہو نہیں سکتا خدا تو ہو سکے کیونکر تو بند ہو نہیں سکتا</p> |
| <p>ہو اجمو تو قبل ان تم تو جیتے ہی محبوب رہا زندہ ہمیشہ پھر وہ مرد ہو نہیں سکتا</p> | |
| <p>اپنی پہچان نہیں جس کو وہ انسان نہیں</p> | <p>یہی قرآن میں لکھا</p> |

پہر تو اسلام نہیں دین نہیں ایسا نہیں
 خود کو خود جاننا موجود ہے شرک اخفا۔
 جسے یہہ بات سنجانی وہ مسلمان نہیں
 اوسنے پایا تجھے بس مرنے کے آگے جو مرا۔
 ہو خود می جس میں وہ پائے تجھے امکان نہیں
 روح مخلوق ہے اوس کو نہ سمجھ ذات خدا۔
 کفر کی بات نکر گرجتے عرفان نہیں۔
 وہ ترے ساتھ ہے اس طرح سے یہ جان لے تو
 تجھ سے اک دم بھی جدا حضرت سبحان نہیں
 یان بجز حق کے کوئی غیب نہیں ہے حق کا۔
 کیا تجھے قالو بلا کا بھی ذرا دھیان نہیں
 میں ترے ساتھ رہوں ساتھ چلون ساتھ پھرون
 یہی حسرت ہے مرے دل میں کچھ ارمان نہیں
 عنیت غیرت ان دونوں کا جامع ہے کوئی۔
 ورنہ ملحد ہے فقیری اوسے شایان نہیں
 دم میں دم ہو تو رہے اپنے ہی ہدم سے کام
 تیرا محبوب کوئی اور نگہبان نہیں
 سرسری سبکی ان اشعار پہ پڑ جائے نظر
 شیخ محبوب کا اس قسم کا دیوان نہیں

مصطفیٰ نے کہا
 جلد اس مرکز پر
 وہ ہر مرد و خدا
 اس کے اسلام ملا
 بڑی شکل کی جا
 تو نہیں اسے جدا
 پیر کامل کو تو پا
 جس طرح گلین ہو
 کیونکہ غفلت میں
 حکمو کیونکہ ہو گیا
 کیا اقرار ہو جا
 دو قسم ہی نہیں
 مایہ شاہد ہو خدا
 جانو کامل ہے ہی
 وہ ہر بیٹھا نسوا
 صبح سوئے تا شام
 ذات مرشد کو سو
 اس کو ہو جائز
 راز ہی سنیں ہر

اوسے اسلام لیا اُسے ہی ایمان پایا
عاقبت خانہ دلیں اُسے جہان پایا
وہی دیکھیکا وہاں جسے تجھو یاں پایا
اپنے مرشد کے مرید و نگو مسلمان پایا
کفر و اسلام کو ہر طرح سے اکسان پایا
حک کو دیکھا ہوا سے حافظ قرآن پایا
ایک مخلوق کر بے دینوں کے ایمان پایا
راز دشوار کو بھی آپ کے آسان پایا

آپ میں جسے تجھو اسے تباہان پایا
کعبہ و دیر میں ہم ڈھونڈتے پھرتے تجھ سے
یاں جو اندھا ہو وہ عقے میں تجھو کیا دیکھے
یوں تو میں نام کے دیندار کڑوڑوں لیکن
نسبت و اسم تعین کا جو اوٹھا پردہ
مصحف رکھتا ہے کون نہیں ہے عاشق
ہے مری پر کا در بار وہ ماشاء اللہ
آپ پر زمانے میں کہاں ہیں یا پیر

پیر و مرشد کے نقد سے کہوں کیا محبوب
نقا جو کچھ راز تہاں میں نے درخشان پایا

شمع گل ہوتی تو آئینہ بھی حیران ہوتا
آئینہ کلہے کو کہتا جو وہ پنہان ہوتا
دیر و کعبہ میں ترا کیوں کوئی جو بان ہوتا
نسم اللہ کی تو حافظ تیرا نہ ہوتا
اس طرح دلیں مری کا ہیکو وہاں ہوتا
ہوتا مخلوق تو میں غالب سبحان ہوتا
خوب ہوتا جو میں خاک در جانان ہوتا

شب مری بزم میں گروہ تہاں ہوتا
ہم ندیکہ میں تو یہ ہی اپنی بشارت کا تصور
نخن و اقرب کی خبر خاص جو سن لی ہوتی
رہتا اس مصحف رخ کا جو تصور تجھ کو
ساری مخلوق سے مرغوب نہوئی گزرا
تو جدا مجھ سے جو ہوتا تو ضرور ملے جانان
میں تو کیا جن ملا ایک ہی ہی کہی ہیں

| | |
|---|---|
| جانتا اپنی حقیقت تو میں انسان ہوتا | گر لباس بشری میں ہوں مگر حیوان ہوں |
| | <p>رحیم اللہ کا خادم جو نہ ہوتا محبوب رہتا کا فرہی میں ہر گز نہ سلمان ہوتا</p> |
| <p>میرے آہ و نالی میں کچھ ہی گرا شہ ہوتا پھر ولی زمانہ میں کیوں نہ ہر بشر ہوتا تو بھی تو مری صورت غیرت خضر ہوتا پھر تو عقبہ خواجہ اور میرا سر ہوتا ورنہ کب کوئی جانبہ تجھ کو دیکھ کر ہوتا کیون نہ پھر دماغ اوسکا آسمان پر ہوتا کاش اپنی قسمت میں یہی ہم سفر ہوتا میری بات کا قایل کیوں نہ ہر بشر ہوتا</p> | <p>کیون نہ جانب خواجہ نجات راہبر ہوتا ہر کوئی اگر ایدل خود سی باخبر ہوتا اے رقیب الفت میں کاش جان دی جاتی اے فلک پہنچ جاتا نجات سی جو میں لہجہ ایک تیرے پردہ میں سکی جگہ میں جانین جب رقیب بد خو کو تھے سر حڑ پایا ہی میں دکن پر افتادہ سب چلو سوئے اجہیر پیر ہی تھوڑا کا اوس کا پیر شیطان ہے</p> |
| | <p>تھی خرابیاں لکھی قوم کے مقدر میں - ورنہ عیب اے محبوب آج کیوں ہتہر ہوتا</p> |
| <p>جھکو آئینہ سمجھتا جو سکندر ہوتا کیون نہ ہر اک کو ترا وصل میر ہوتا</p> | <p>دیکھتا میری صفائی کو تو شذر ہوتا عام گر خلق میں تو متحد کا ساغر ہوتا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>سنگ اسود کی طرح چومتے زایر مجھ کو اپنی ہستی کو اگر ہم بھی فنا کر جاتے خلد کی پھر نہ تمنا کہی ہوتی مجھ کو رہنما کے مرے ہوتے نہ قدم مجھ کو نصیب</p> | <p>تری دہلیز کا قسمت سی جو بے پھر ہوتا رات دن پیش نظر وہ مہ انور ہوتا کوچہ یار میں رہتا جو میسر ہوتا اے غم عشق تو میرا جو نہ رہبر ہوتا</p> |
| <p>کرتے محبوب طوافِ دل اقدس جو کہی ایک حج آپ کا سو حج کے برابر ہوتا</p> | |
| <p>مرضِ اون کی الفت کا پہلا ہے کیا کیا جو خود رفتہ میں ہوں تو آئینہ حیران جو لجا لے وہ بت تو آنکھوں میں رکھ لیں بُرائی بھی دیکھی پہلائی بھی دیکھی ترے حسن کی کیسی کیسی ہر شہرت دغا باز سگارا جھوٹا ستمگر</p> | <p>ہر اک کو تلاشِ سجا ہے کیا کیا ترے حسن سے فتنہ برپا ہے کیا کیا بھری میرے دلمیں تمنا ہے کیا کیا کہیں کیا کہ دنیا میں پہلا ہے کیا کیا مرے عشق کا سہیں چرچا ہے کیا کیا وہ خود ہو کے مجھ کو سمجھتا ہے کیا کیا</p> |
| <p>مرے شہر میں پا کہ معشوق محبوب کہ جن پر ہر اک شخص شیدا ہے کیا کیا</p> | |
| <p>تو یقین تو ہی گمان تھا مجھے معلوم نہ تھا</p> | <p>مثل غور شید عیان تھا مجھ کو معلوم نہ تھا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>سیری غفلت ہی رکھا تھا مجھ پر تجھے دور متلاشی میں رہا واسطے جسکے برسوں خود میں تھا میں تو سمجھتا تھا کہ تو عرش پہ کھلگیا ہو کے فنا ہی جو ترا ثابت نور اسم و آثار و صفت جتنے میں سب تیرے تھے</p> | <p>تھا وہیں تو میں جہاں تھا مجھ پر معلوم نہ تھا وہ مرے دلمیں تھا میں تھا مجھ پر معلوم نہ تھا ساکن ہر دو جہاں تھا مجھ پر معلوم نہ تھا تو ہی قالب تو ہی جان تھا مجھ پر معلوم نہ تھا میں ہی بے نام و نشان تھا مجھ پر معلوم نہ تھا</p> |
| <p>رحیم اللہ نے دی حق کی خبر اے محبوب ورنہ کیا تھا میں کہاں تھا مجھے معلوم نہ تھا</p> | |
| <p>پہر کہاں طلعت جو دلمیں نور پیدا ہو گیا موت کیسی کس کو کتنی میں قیامت اٹھو تھے جو بے نام و نشان ہم وصل جانان جس طرف دیکھا نظر آیا نہ کوئی جز تیرے خاکپائے پیر و مرشد جب بنی محل البصر فیض سے خواجہ رحیم اللہ شاہ چشتی کے میں</p> | <p>جلوہ حق کا میر و گھر میں تما شا ہو گیا ہم کو مر کر موت سڑا گئے زمانا ہو گیا اسم و نسبت کا ہمار حق میں پردا ہو گیا میرے حق میں عالم اک آئینہ خانہ ہو گیا کو را در زاد سی میں حق کا بیٹا ہو گیا کہہ سکون کیا منہ سہ کیا تھا اور کیا ہو گیا</p> |
| <p>صوفی صوفی کہتے ہیں رندا سکو تبتلاتے ہیں رندا کام کا محبوب ہی دنیا میں رسوا ہو گیا</p> | |
| <p>مجنون کہیں بنا کہیں لیلیٰ بنا رہا</p> | <p>موجود طرح طرح سے تو جا بجا رہا</p> |

حق کے سولے ظاہر و باطن میں کون سے
جز حق نظر میں اوسکے کہان غیر کا پتہ
غافل خودی کے ساتھ خدا کا ظہور
یہ ہم کم نہیں تجدد امثال کا ثبوت
کہتا ہے دم کو حق تو کبھی روح کو خدا
کہتے کو نام دو ہیں مگر شان ایک ہے
جب دل سے اپنے زنگ دہی کو مٹا دیا

انت کوئی رہا نہ تو کوئی انا رہا
جسکے حضور آئینہ انہما رہا
جب بنجودی ہوئی تو خود میں خدا رہا
مضمون ہر ایک شعر کا میرے بنیاد رہا
نادان آنکھیں پاکے ہی اندھا بن رہا
غائب کہیں ہے حق کہیں ظاہر میں آ رہا
جس شے پہ آنکھ ڈالی تجھے دیکھتا رہا

محبوب یاد رکھ یہی نکتہ کی بات ہے
مخلوق ہر لباس میں خالق بنا رہا

گہ شخص آکھو اور گاہ آئینہ بنانا جا
اگر منظور ہے حفظ مراتب تجھ کو الیگار
مقید دید کا کیون ہے دہی کو مٹا کر
سمجھو اوسکو نہ تو مرشد نہ جو جس سے وصال حق
ریاضت ہی یہی زاہد سلوک سکھ ہی کہتے ہیں

تو خود کو دیکھ شہین آجمن ہر شے کو پانا جا
انا الحق باطن ظاہر انا عبد کہا تا جا
تو ذرہ ذرہ میں مطلقو بکو نادان پانا جا
گذر کر راہ گمراہی سے تو رستہ پہ آتا جا
خیال غیر کو دل سے ہمیشہ تو بہلاتا جا

وصال یار کی خواہش اگر محبوب ہے دل میں
نظر آثار و فعل و وصف سے اپنے سہاتا جا۔

وہ طالب ہی نہ ہرگز خدا کا
وہی ہے باغبان باغ فنا کا
حق آئینہ ترا ہے لوت خدا کا
ازل میں کچھ چکا میرا جو خدا کا
مجھے گر جانتا مظہر خدا کا
کہوں گر حال تیری ابتدا کا
نہ پوچھو حال کچھ مجھ بے نوا کا
ترا کو چہ ہے میدان کر بلا کا
وہی گویا ہے اک ماوشما کا

ہو جس پر کشف درجہ مصطفیٰ کا
نہ کیوں ہو رنگ و بو گل کا باقی
دوئی بھی ہے تو تجھ میں حق میں الہی
عبث ابلیس تھا حیران پریشان
نہوتا وہ کہی سجدے سے منکر
سوا اپنے نہ پائے گا کسی کو
ہوں سب کچھ میں ہی ہر کچھ میں نہیں ہوں
جو تہ تک آیا اپنی جان سے گذرا
مثال شمع مردہ سب میں خاموش

نجانو مجھ کو زندہ آپ محبوب
میں کشتہ ہوں کسی بخت کی ادا کا

اس طرح خلق میں حق ہویدا نہ تھا
خوب تھا گر تو مجھ کو بتاتا نہ تھا
لفظ میں یوں زبا پر تو لاتا نہ تھا
ورنہ اللہ میں سمجھ میں پردا نہ تھا
در بدر یوں جہا نہیں بہکتا نہ تھا
کون ہوں کیا ہوں میں خود کو سمجھتا نہ تھا

میں عدم سے جو ہستی میں آیا نہ تھا
یوں فنا ہو گیا میں کہ گویا نہ تھا
جان لیتا حقیقت کو اپنی اگر
زندگی ہی سے تیری ہے فتنہ بپا
سخن و اقرب کے معنی سمجھتا جو میں
تھا وہی جلوہ گر شکل مخلوق میں

کہنچ لاتی نہ گر خواہش دید یار
ذات والا تھی بے مشبہ ظل خدا
واسطے جس کے کعبہ گیا بار بار
طور پر ہر دو جانب تھی حق ہی کی شان
تہا بظاہر فقط نام مسراج کا

اس جہا نہیں عدم سی میں آتا نہ تھا
اس لئے جسم اطہر کو سایا نہ تھا
تو نے دیکھا ترے دلمین ہ کیا نہ تھا
جلوہ حق جو دیکھا وہ موسا نہ تھا
آپ ہی آپ تھے کوئی اصلا نہ تھا

کیون چلے آئے کعبہ سے تم لوٹ کر
گھر میں محبوب اللہ کے کیا نہ تھا

ہے توئی نہان عیان خدایا
ہر شے میں وہ تجھ کو دیکھتے ہیں
ہے تو ہی مقدس و مطہر
دیکھا جسے نہان ہے تجھ کو
معمور ہیں نور سے ترے سب
سب کہتے ہیں جس کو ماسوا اللہ
حیرت میں ہیں سب کہ تو کہاں ہے
پایا نہ نشان کسی نے تیرا
جوراء میں تیرے خود کو میٹے
محبوب کے ہاتھ جب تو آیا

جز ترے کوئی کہاں خدایا
میں تیرے جورا زدان خدایا
تجھ کو ہی ہے جسم و جان خدایا
دیکھئے گا وہی وہاں خدایا
ارض و شجر و سمان خدایا
چڑیا کی ہے داستان خدایا
لے پیر سے تاجوان خدایا
ہر شے میں ہے تو عیان خدایا
پائے سوہ نکیوں امان خدایا
سب دور ہوئے گمان خدایا

| | |
|--|---|
| کچھ کہے اوسنے آپ سے کہو بہلا دیا اب نام کو نہیں ہے مسلمان دہر میں غافل اوسکو خاص خدا کا ولی سمجھ آشوب دہر ہو گئے بنکر حسین آپ جب تک جدا تھی تجھے تو غم ہی نہ تھا کوئی قربان جان و دل کریں کیونکر نہ اُسے ہم | چپ ہو کے شکل آئینہ حیران بنا دیا سب کو کیسے عشق نے کافر بنا دیا جسے خدا کی ذات میں خود کو مٹا دیا بیہوش کر دیا جسے جلوہ دکھا دیا تو کیا ملا کہ خاک میں ہم کو ملا دیا جسے خودی کے خواب سے ہم کو جگا دیا |
|--|---|

دل سے نظر سے دم سے اوس کا رہے خیال
محبوب اپنے پیرنے جو کچھ جتا دیا

| | |
|--|--|
| ملا کے ہاتھ جو مرشد نے کچھ دیا سمجھا جو ہو خیال کی صحت کیونچ دی بٹجای نذیکہ غیر خدا کو یہ طاعت افضل ہے تعیّنات سے تھا میں بڑی خبر الی میں کسی سے کیا کہوں از و نیاز کی باتیں نہ کیونکر اُس سے ہوا ثبات طاعت الاضداد وہی ہے کام کا انسان جہنم ہو عیفت کبھی بشر تھا خدا میں کبھی تفرقے مرید وہ نہیں محبوب تم یقین مآلو | میں سجدہ کر کے وہیں معنے خدا سمجھا خبر اوسکو ہے جو راز آئینا سمجھا یہ اُس سے پوچھ جسے تو نے رہنا سمجھا انانیت جو مٹی آپ کو خدا سمجھا جو میرے پیرنے مجھ کو سمجھا دیا سمجھا خدا کو بند کیونچ جسے کہ ایک جا سمجھا ضراب آکھو ہر ایک کو پہلا سمجھا سمجھنے والوں نے کیا جانے مجھ کو کیا سمجھا خدا سے پیر کو اپنے اگر خدا سمجھا |
|--|--|

تم ہو حبیب کبریا میری طرف کو دیکھنا
 چشم کرم سے اک ذرا میری طرف کو دیکھنا
 پاس ہیں سب کے نیکیاں جاؤں میں ہو کو دیکھنا
 ہے تو بھروسہ آپ کا میری طرف کو دیکھنا
 عرق یم گناہ ہوں اب تو بہت تباہ ہوں
 آپ ہیں میرے ناخدا میری طرف کو دیکھنا
 مجھ میں اور آپ میں کبھی آنے نہ پائے تادوئی
 جان کے مجھ کو آئینا میری طرف کو دیکھنا
 ہاتھ میں زرنہ دل میں تاب سخت ہو مجھ کو اضطراب
 ہند میں ہوں بڑا ہوا میری طرف کو دیکھنا
 حال مرا تباہ ہے کس کی مجھے پناہ ہے
 ہو مہین درد کی دوا میری طرف کو دیکھنا
 ایک نگاہ لطف پر رحمت حق ہے منحصر
 تجھے ہی ہے القبا میری طرف کو دیکھنا
 ہوں میں بڑا ہی بد عمل چین نہیں ہو ایک بل
 دونوں جہان سے میں گیا میری طرف کو دیکھنا

محبوب رو رہا ہے کیون ہوش کو کھو رہا ہے کیون

کہتے ہیں شاہ دوسرا میری طرف کو دیکھنا

دید خواجہ کی نگہ کیون ہوا سہرا نصیب

ہو جسے سلسلہ حشمت کا دربار نصیب

| | |
|--|--|
| <p>ذکر و اشتغال سے رویت ہو یہ ممکن نہیں جو ہے بد بخت کا ازل کا وہ تجھ کو کیا پائے جس پہ پڑتی ہے نظر ساتھ ہی اس کی ایل گر نہ پی لے کوئی جیتک کہ شرابِ حیات دید حق کی ہے مہتار ہی لئے ایو بادہ کشتو</p> | <p>بیر کامل سے ہو اک آن میں دید الرضیب وہی پائے تجھ جیکے کہ ہو بید الرضیب ہو ہی جاتی ہی مجھے صورت لدا الرضیب اسکو ہرگز نہوا سبحان تری اسم الرضیب زاہد و نکو ہو اگر خلد کا گلزار الرضیب</p> |
| <p>ہو گئی زلیست بجز تیرے محال اسے گلرو ۶ جب سے محبوب کو ہے عشق کا آزار الرضیب</p> | |
| <p>جہان ہے دیکھ کر شیدا رحیم اللہ کی صورت نظر آیا نہ کوئی دوسرا میں دوسرا مجھ کو نکیوں نہ کر مردہ دل دنیا کے سارے زندہ دل بشر تو کیا فرشتوں کی فرشتے ہی ہوں خج و فرتہ نکیوں اوسکی نظر سے گر پڑے کوئیں کا جلو نظر پڑتی ہی جسکی اسکی فوراً ہوش آتی میں نکیوں وہ من عرف سے قد عرف کی جا کو پڑ</p> | <p>بنایا حق نے آئینا رحیم اللہ کی صورت نظر آتی رہی ہر جا رحیم اللہ کی صورت ہو ہی ہے حق نما پیدا رحیم اللہ کی صورت اگر ہو جا بے پردہ رحیم اللہ کی صورت کہ جس نے دیکھ لی خواجا رحیم اللہ کی صورت خدا کا راز ہے گویا رحیم اللہ کی صورت جو دل میں شوق ہوا یا رحیم اللہ کی صورت</p> |
| <p>کہئے جانفی اے محبوب ہر دم لا الہ کی ۶ پھر لا اللہ میں پاتا جا رحیم اللہ کی صورت</p> | |

| | |
|--|--|
| <p>تصویر آنکھ میں ہے تو ہے لب لباب نام دوست جب چھوڑ دیجے ظاہر و باطن کو سب کچھ الفت میں قاصر و نئے سروکار کچھ نہیں کانٹوں میں ہر فراز می گلوں میں ہے رنگ بو کیونکر نہ دل بربک حنا خلق کے پسین جو من عرف کر از سے ہو جائے کامینا</p> | <p>مانند روح تن میں ہے ہر جا قیام دوست پھر گوش دل سے سنئے ہمیشہ کلام دوست بیواسطہ پہنچتا ہے ہر دم پیام دوست کیا کیا نہیں جہاں میں ہے فیض عام دوست محشر سے بھی ہر شوخ زیادہ خرام دوست موسے کی طرح کیوں نہ ہو وہ ہم کلام دوست</p> |
|--|--|

محبوب مجھ کو خوف قیامت سے کچھ نہیں
روز ازل سے ہوں تہ دل سے غلام دوست

| | |
|--|---|
| <p>کہتا ہے بڑھکے درد دل بقیہ راج آنے کو ہے وہ بام پہ کر کے سنگ راج دی جان پہننے کس گل خوبی کر عشقین منشا یہ ہے کہ فطر خوشی سے مرے ہم توڑے ہیں دست غنہ مگر دل کے آبلے مرگ عروپہ وہ کہیں گریان ہو کہوں غربت یہ کہہ رہی ہے پس مرگ قبر پر ہم چارہ گر کے منت مرحم سے بچکے یکتا ہوں فیض شمس سے محبوب دہر میں</p> | <p>لیکر ٹلیگی جان شب انتظار آج ہو گا ظہور صنعت پروردگار آج بھولنے لگ گیا ہے ہمارا مزار آج وہ مہربان ہوتے ہیں کیوں بابر آج بیوجہ میری آنکھ نہیں اشکبار آج آنسو جو گر پڑے مرے بے اختیار آج جز بیکسی ہے کون ترا نگار آج ہر داغ دل ہے غیرت شمع مزار آج کیونکر نہ شاعر و نین ہو میرا شمار آج</p> |
|--|---|

جوش پر ہے خاندان چشت کا دربار آج
 عاشقوں کو کیوں نہ ہر دم ہر دم وصال یا آج
 بزم دنیا میں ہے وحدت کی ہے بھرمار آج
 زاہد صد سالہ ہی ہو کر پھرینے خوار آج
 بھول کر اپنی خودی بن جائیں مقبول خدا
 گوش دل سے جو سنیں کوئی مری گفتار آج
 جاہئے انسان کو نہ کر زاد راہ عاقبت
 گرم توحید و توحید کا ہے کچھ بازار آج
 منحصر عقبے پہ کیا ہے ہوش کی لو زاد و
 ہر جگہ عاشق کو ہے اللہ کا دیدار آج
 نقد ایمان اب کیسے گانچ سکے ممکن نہیں
 پہنے پھرتے ہیں ہزاروں جیتہ و دستار آج
 ہے وہی باطن وہی ظاہر تو پھر فرمائے
 کیون نہ صورت سے مری ہوشان حق اظہار آج

سننے والا کون ہے محبوب یاں خٹکے سوا
 ورنہ کہدیتے انالقی ہم ہی سو سوار آج

جہ ہے شان حق وہ ہر شان محمدؐ جو ہے لامکان وہ مکان محمدؐ

وہی واصل حق ہیں جانو یقین تم
بیان حمد حق ہو سکے گس سہ ایدل
کیا کرتے ہیں سیر وہ لامکاکی
کہیں آپے بہیں کہیں آپ انسان
نکیون دید جنت میں ہوا اونکو تھکی
جو ہر نوے تن میں بھی ہوں سوز باین
لبشر ہو وہ کیون جسکا ہو جسم نوری
عزیز و جو ہیں راز دان محمد
میسر ہو کیونکر زبان محمد
جو کہلاتے ہیں عاشقان محمد
بھی کہتے ہیں رتبہ دان محمد
ازل سے جو ہیں مدح خوان محمد
نہو ختم ہرگز بسان محمد
نہ لادل میں ہرگز گمان محمد

یہ محبوب کی التجا ہے الہی
مرا سر ہو اور آستان محمد

عمرانی کا ٹونہیں در پہ دار بان ہو کر
سجدہ گاہ دنیا میں کیون خلق میں ہوتا
کہکے خود ہی افسوس ہے ہر نری ہو تم
جب نصیب ہی بد ہوں قبر میں ہاں کا
کافر و مسلمان میں تم ہو رو و بکود لے
تجسس جو ملے ظالم ہر کہان پتہ اسکا
جلوہ دیکھئے اسکا چشم دل کو واکرے
حق تو یہ ہر شخص اور عکس دونوں شان احمد
جلد لو بلا خواجہ مجھ کو ہر بان ہو کر
کاش میں پڑا ہوتا سنگ آستان ہو کر
لامکان کہلاتے ہو صاحب مکان ہو کر
خاک ہی ستائگی مجھ کو آسمان ہو کر
ایک جا یقین ہو کر ایک گمان ہو کر
بھنے بھگو بایا آپے نشان ہو کر
ذکر کیجئے اسکا طفل بیزبان ہو کر
میں ہوں مثل آئینہ ان کے درمیان ہو کر

یہ محبوب کی التجا ہے الہی
مرا سر ہو اور آستان محمد

سرمہ کی صفت پسچا تو ہوا مولا میں
کوہ طور پر عشق تھے جبکو دیکھ کر مولا
ہاتھ کچھ نہ آئنگا داخل جنان ہو کر
ہے وہ روبرو میری روز و شب جان ہو کر

عشق میں نگل سے کام ہی نہیں محبوب
راز کرتے ہیں افشاں پاز دان ہو کر

ثنا اُس خالق اکبر کی ہو مجھے بیان کیونکر
اگر تو اپنے دل کو ماسوا اللہ صفا کرے
خدا کا قرب ہوتا تو فافل بخودی ہی میں
نظر کیا سینہ کیا سر کیا گل کیا جان کیا دل کیا
مٹا دے اپنی ہستی کو اگر تو راہ مولا میں
نہیں ممکن کہ دو نضدین اکجا جمع ہو جاوے
کیا کرتے ہیں سیر نفس کی جو آفاق میں ہر
ریاضت میں فنا کر لکھو اے خاک کی پتے
رسول اللہ کی مجھ کو میسر ہو زبان کیونکر
تو پہر وہ شوخ پردہ میں ہو مجھے نہان کیونکر
خود میں ہو کوئی پائے اسکا نشان کیونکر
یہ سب گہریں سیکو اسکو کہئے لامکان کیونکر
تو پہر حاصل نہو تجھ کو حیات جاودان کیونکر
یقین ہو جبکا بدل رہو سجا گمان کیونکر
نظر سے الٹی سو پردہ نہیں ہی تم ہو نہان کیونکر
مٹے جو راہ مولا میں ہو وہ بے نشان کیونکر

اگر محبوب تم دیکھو حقیقت کی نگاہوں سے
سہرا کی شکل میں ہر حق نہو جلوہ کتان کیونکر

ہے تجھے ہی بس عرج موری یا سیدنا عبدالقادر
رنگ دے موری بہر خدا چندری یا سیدنا عبدالقادر

موسے چین نہ دم بہر آوت ہی مور اہند میں جبار اتر پست
 موکو جلد بلا تحاری نگری یا سیدنا عبد القادر
 مطلق نہی مجھے اپنی خیر اجلوہ رہے مرے پیش نظر
 موری غریبوں ہی بیتے سگری یا سیدنا عبد القادر
 جسے پرینے دکھلا یا تجھ کو اوسے دو زنج ہائے خبر ہی ہو
 ہو خودی سے نکیو نکر بے خبری یا سیدنا عبد القادر
 کہان تاب جو کوئی دم مارے سب تابع فرمان ہیں تیر
 کیا حور و ملک کیا جن و پری یا سیدنا عبد القادر
 گمراہوں کو رستہ بتلایا بیجا نون کو زندہ کر ڈالا
 سب ولیوں سے شان ترستی نہی یا سیدنا عبد القادر
 ترے عشق کا دلمین ہوا ہے گدز نہیں اپنی پرانے کی مجھ کو خبر
 میں اپنی سب سُدہ بدہ لبری یا سیدنا عبد القادر
 تو فطر ہے وہ ہے دریا تو آئینہ اس کا وہ تیرا
 تو ہر سے جد ہے نہ تجھے ہری یا سیدنا عبد القادر

ہے کون بجائے جو ترے سوا جب حشر میں محبوب آئیگا
 لئے سر پہ گناہوں کی گٹھری یا سیدنا عبد القادر

آفتاب اولیا ہیں حضرت پیران پیر منظر ذات خدا ہیں حضرت پیران پیر

| | |
|---|--|
| <p>گمراہوں کو رہنما ہیں حضرت پیران پیر درد کی میرے دو اہین حضرت پیران پیر ذات حق سے کبھی ہیں حضرت پیران پیر ہا دے راہ ہدا ہیں حضرت پیران پیر خاص نور مصطفیٰ ہیں حضرت پیران پیر ہر جگہ جلوہ نما ہیں حضرت پیران پیر ساقی آب بقا ہیں حضرت پیران پیر معدن جود و سخا ہیں حضرت پیران پیر کوئی گیا سمجھے کہ کیا ہیں حضرت پیران پیر</p> | <p>عاشق رب العلاء ہیں حضرت پیران پیر غم نہیں بڑھائے تو بڑھائی عصبانیت کا مرن آپ حق کے آئینہ ہیں آپکا حق آئینہ آپکا ارشاد ہو جب کو ولی وہ کیوں نہ ہو فاطمہ کی جان ہیں تو مرتضیٰ کے دل حکمر چشم دل سے پردہ غفلت اوٹھا کر دیکھ لو پی لیا اک جام حبسے ہو گیا لاموت وہ در پہ جو آیا نہ اولٹا فیض سے خالی کبھی ہو کے فانی ذات حق میں آپ میں باقی سخن</p> |
|---|--|

حشر میں محبوب عصیان کا نہ کیجئے آپ غم
 حالے روز جزا ہیں حضرت پیران پیر

ہزار پردوں میں آپ کو تم رکھو مرجان چہا چہا کر
 جو میں موحد وہ دیکھ لینگے دولی کا پردہ اٹھا اٹھا کر
 اگر یہ انسان ہے تو زاہد کبھی مسے کی ہی خبر لے
 رہیگا تو اسم خوان ہی کب تک فرشتہ خود کو بتا بنا کر
 وہ آج بے پردہ ہو رہا ہے کوئی یہہ موسیٰ سو جا کے کہے
 رکھا تھا محروم دید جسے کہ لن ترانی ناسنا کر۔

نہ تھا تو اول نہوگا آخر تو اسے موجود پہ کہاں تو
یہہ صرف وہم و گمان ہے تیرا خدا خدا کر خدا خدا کر
نہ بن سکی کوئی شکل تجہ سے نہ اسکی کوئی تجہ شوخی
اگرچہ نقاش نے ہزاروں بگاڑے نقشے بنا بنا کر
جو ستر و حدت کہلا تو سمجھے دیا خودی نہتا خوب ہوگا
وہی تھے ہم جسکے پاس مانگیں دعائیں تھیں ہاتھ اٹھا اٹھا کر
خوشی کے بدلے میں غم ملا ہے سکون گیا اضطراب آیا
بڑے مصیبت میں ہم الہی بتوں سے دل کو لگا لگا کر

جو طالب حق کہ آوے محبوب اسی تو کر من عرف و ذہا
فراق حق میں رکھیں گے کبتنگ تو اس سے شرمنہ جا بجا کر

جبکہ ہے زینہ حقیقت کا مجاز
پیر لجا لے جسے بندہ نواز
حج بھی اور سہرہ ہی روزہ نماز
تجھ کو قسمت سے ملے گر پیر راز
دیکھ ہی لیتے ہیں تم کو دید باز
فعل و فاعل میں تو کر لے امتیاز
جس کا ہودریا سے وحدتیں جہاز

ہو بتوں سے کیون نہ ظاہر حق کا راز
لامکانگی سیراؤ کو ہون نصیب
کر حضوری تو ہمیشہ پیر کو
حق کو پاتا سہل ہے مشکل نہیں
ایک کیا تم لاکھ پردوں میں چھپو
خیر و شر میں جانب اللہ ہے مگر
کیا کرے طوفان کثرت اس کو غرق

| | |
|--------------------------|-----------------------------|
| جو ہوا خادم رحیم اللہ کا | اک نظرمین ہو گیا وہ سہ قراز |
|--------------------------|-----------------------------|

| |
|--|
| گو وسیلے ولے ہیں محبوب سب ہے ہمارا بھی خدا لے بے نیاز |
|--|

انخواجہ معین الدین ذیشان سلطان الہند غریب نواز
 مین نام پہ تیرے ہوں قربان سلطان الہند غریب نواز
 فرقت میں ترے ہے دم لب پر اور دل ہی ہو بہا بی نظیر
 ہر دم ہے یہی لیس ورد زبان سلطان الہند غریب نواز
 اک بندہ ادنا ہوں تیرا پروردہ نعمت اے آقا
 مین چھوڑ کے جاؤں تجھ کو کہاں سلطان الہند غریب نواز
 تم ہادی راہ ہدایت ہو تم واقف راز حقیقت ہو
 اسرار مین سارے تیرے عیان سلطان الہند غریب نواز
 دکھلاؤ جمال روح فزا ہوں کب سے در والا پہ کھڑا
 اب مجھ کو نہیں تاب ہجران سلطان الہند غریب نواز
 پیارے ہو بڑے اللہ کے تم عاشق ہو رسول اللہ کریم
 کیا نشان تمہاری ہو ذیشان سلطان الہند غریب نواز
 منظور عنایت ہے تیری مشہو کر امت ہی تیری
 اک خلق پہ مین تیرے احسان سلطان الہند غریب نواز

تقدیر نہ کچھ دکھلاتی ہے تدبیر نہ کچھ بن آتی ہے
مدت سے ہوں فرقت میں نالان سلطان الہند غریب

ہر حال میں تیرا ساتھ رہے محبوب کے سر پر ہاتھ رکھے
اس لطف کا ہوں دے خواہاں سلطان الہند غریب

| | |
|---|---|
| <p>آغاز سے غرض ہو نہ انجام سے غرض جس شے کو دیکھتا ہوں قی پاتا ہوں باری کو حور و بہشت شکو مبارک ہو زاہد و دل ادہ بیتان ہوں مجببت شعار ہوں زلفوں میں اکہ پیستے ہیں خود عاشق و دل نا ساز بخت دشمن جان ہرج وہ خفا</p> | <p>ساقی ہے مجھ کو ایک تے جام سے غرض صورت ہو کام ہو نہ مجھے نام سے غرض زند و ن کو ہے کسی بہت کھل کام سے غرض مطلب کفر سے ہو نہ اسلام سے غرض دانشدان بتو نکو نہیں دام سے غرض کس کو نہیں ہو عاشق ناکام سے غرض</p> |
|---|---|

محبوب اپنی کشتی ہے سایہ میں پیر کے
ہم کو نہیں ہے گردش ایام سے غرض

| | |
|---|---|
| <p>مالک ہر دو جہان خواجہ جمیر شریف ایسے کو چہ میں لگا رہی دولست میرا ہر جگہ دیکھتے ہیں چشم بصیرت والے</p> | <p>واقف از تہان خواجہ جمیر شریف مجھ کو ہے باغ جنان خواجہ جمیر شریف ہر جگہ پیر ہی عیان خواجہ جمیر شریف</p> |
|---|---|

مین کروں آہ و فغان خواجہ اجمیر شریف
 جھکو رہتے ہیں جہاں خواجہ اجمیر شریف
 کر دوں صدقہ دل و جان خواجہ اجمیر شریف
 کیون نہوق کا گمان خواجہ اجمیر شریف
 مین کہان اور کہان خواجہ اجمیر شریف

آپ اجمیر کو متبک نہ بلا میں مجھ کو
 اسے صبا بہر خدا جلد اوڑا کر لے چل
 نگہ لطف سے دیکھو جو مری جانب کو
 آپ کے چہرہ اوزر کو جو دیکھیں اُن کو
 کر سکون دعویٰ تو صیفت میں کس منہ سے

اور تو کوئی عبادت نہیں آتی محبوب
 ہے فقط ورد زبان خواجہ اجمیر شریف

کہ پھر طالب نہو مطلوب کا دل
 نہو زاہد جو تیرا ایک جا دل
 دوئی سے پاک جس کا ہو گیا دل
 اگر تو اپنے دل کو جانتا دل
 نہو تو جس میں وہ کس کام کا دل
 فدا اوس بت پہ جب سی ہو گیا دل
 جدا کب ہے مراد دل آپکا دل
 سمجھنا شش نہت سی ہے نرا دل

بنا کر دیکھہ خود کو آئینا دل
 عبادت حق کی تجھے ہو سکے کیا
 وہی پاتا ہے ہر اک شے میں تجھ کو
 پتہ دلدار کا کیونکر نہ چلتا
 نہو جس سر میں سودا سروہ کیسا
 اوسیکو جلوہ گر پاتا ہوں سب میں
 حقیقت انبی میں کیا کہہ سناؤں
 جو مصنفہ گوشت کا ہے دل نہیں ہے

یہ بے تابی یہ بے چینی ہے کیسی
 کہو محبوب کس پر آگیا دل

مکان کسیکو میری جان ترانہیں معلوم
 گذرنے آٹھ پہر میں تری تصویر میں
 گو اہی جھوٹی جو دیتا ہی حق کے بردیکو
 بجائے ہو کے جو کرتے ہیں فراتدین
 وہ تجھے کیسے جدا ہونڈنا ہو تو جس کو
 نکر مذمت زندان خوش لے واعط
 بتا نہ دم کو خدا بن نہ مشرک اے غافل
 لحد میں صورت مرشد کہا کی کہدنگا

سنائے نام ولیکن بتا نہیں معلوم
 ہے کس کا نام حیات قضا نہیں معلوم
 یہ کیسی شرع تری زاہد انہیں معلوم
 وہ ملحد ہیں انہیں سرانا نہیں معلوم
 ہر ایک شیئ میں ہو جلو نما نہیں معلوم
 ہو کسی پیمت و فضل خدا نہیں معلوم
 کہ دم ہے مظہر فعل خدا نہیں معلوم
 میں آپ ہی کا تو ہوں غا کیا نہیں معلوم

پڑے یہ سوتے ہیں محبوب خواب غفلت میں
 ہیں کس خیال میں شاہ و گدا نہیں معلوم

ابنا الحق کہہ ہی میں صورت منصور ہم
 جانکر بیٹھے ہیں ساری کیفیات طور ہم
 عشق میں تیری خدا یا ہو گئے کا فور ہم
 خاک ہم ہیں باد ہم ہیں تار ہم ہیں نور ہم
 ہیں کہیں ساکت تو بیٹھے کہیں مغرور ہم
 خود سے خود نزدیک ہیں ہر خودی خودی ہم
 ورنہ سولی پر ہوتے صورت منصور ہم

تہی خودی جب تک ہی کو سون خدا سو دور ہم
 کیون سنانا ہے عبرت اعط ہمیں بنو کا حال
 ہی ہی حیرت کہ خود کا ہی نہیں ملتا پتا
 اشرف مخلوق اوسکے فیض سے ہیں رنہ صفا
 کر کے پیدا واحدیت اور وحدت کا ظہور
 بار اپنے آپ ہیں اغیار اپنی آپ ہیں
 جو بتا یا شرع نے محبوب ہم ہی کہد یا۔

تو ہم سے کب جاوے اور جدا کب تجھ سے موہن ہم
 ہر شخص و عکس حقیقی ذات بھری ایک رہن ہم
 ایمان با چون ہیں لیکن حقیقت ہیں سخن ہم
 بھلا کس طرح جو طریقے رحیم اندر کا دامن ہم
 کھلا جب من عرف کا حال بھولے اپنا مریں ہم
 نہ خاک باد و آب و آتش و روح و دل و تن ہم

تو مثل ہو ہم میں گل تو جان سے اور میں تن ہم
 نہ حق ہم سے موافق نہ غائب ہے نہ داخل ہے
 تعین پر نہ بیہول بیدل بھروسہ کچھ نہیں اسکا
 حمایت سے تو ان سے ہی ہے نفع ہے تو ان سے
 تھے جب تک چل طلعت میں سمجھتی خود کو تھو موجود
 وہی ہر اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن

گل مقصود کی محبوب گرہوتی نہیں چاہت
 عدم سے کامیکو آتے برائے سیرشن ہم

کہا کہین کچھ کہہ نہیں سکتے تری بیداد ہم
 دل لگا کر تجھ سے اسے ظالم ہوئے بباد ہم
 غم سے دم بھر بھی نہیں ہوتے کہی آزاد ہم
 بنائے ہیں یا خدا کس کے دل نا شاد ہم
 اس بت سفاک کی جب دل میں آجاتی ہو یاد
 صورت نقش کف پا ہوتے ہیں برباد ہم
 دھونڈتے ہیں خود کو تو ہر گز پتہ ملتا نہیں
 قید بستی سے کچھ ایسے ہو گئے آزاد ہم
 ہے توئی حاکم توئی محکوم تو ہی حکم ہے

کون ہے تیرے سوا کس سے گرین فریاد ہم
 دلکی جو باتیں ہیں وہ منہ سے نکلتی ہیں صاف
 چاہتے اشعار کی کب ہیں کسی سے داد ہم
 شاعری تقدیر میں محبوب اگر ہوتی نہیں
 کس طرح دنیا میں پاتے شمس سا استاد ہم

دی رسم اللہ نے خود ہی میں شیون کی خبر
 ورنہ تھے محبوب بھٹکے صورت فریاد ہم

| | |
|--|---|
| <p>نہ تو دولت سے سروکار نہ تو قیر سے کام کیمیا سے بھی بہتر ہے ترے در کی خاک دولت فقر ہے حاصل نہیں ایساں جہاں جو ہو اس سلسلہ چشت میں دل سے داخل سعی بے سود میں مصروف عبث ہر ایدل فقر صاف سمجھ جاتے ہیں دل کی حالت قتل عاشق کیلئے ایک نظر کافی ہے غیر کے حق میں کہاں غلوٹ و جلوت کو مزہ</p> | <p>اک فقط ہم کو ہر غش بت ہے پیر سے کام وہ گدا ہوں کہ نہیں ہو مجھے اکیسے کام اونکو منصب ہے ہر مطلب تو جاگیر سے کام اوسکے برائے نہ کیوں خواجہ حمیر سے کام کبھی تقدیر کے بنتے نہیں تدبیر سے کام اون کو تقریر سے مطلب ہے نہ تحریر سے کام کیوں تو لیتا ہے عبث خنجر و شمشیر سے کام مجھ کو رہتا ہے ہمیشہ تری تصویر سے کام</p> |
|--|---|

تم کسی شخص کی محبوب خوشامد نہ کرو
 خود سجدہ بنتے چلے جاتے ہیں تقدیر سے کام

انکھون میں مرے جب سے کہ وہ ماہِ جبین ہیں
 غورشید و قمر چرخ پہ دیکھا تو نہیں ہیں
 ہر جا ہے عیان حُسنِ جہان سوز کا جلوہ -
 اندھا ہے کہا جس نے کہ وہ پردہ نشین ہیں
 مَن عَرَفَ کو سبھا نہیں اے زاهد نادان
 قرآن میں خود کہتے ہیں شہِ رگ سے قرین ہیں
 مرشد ہی ہیں خود آپ محمد ہی ہیں حق بھی -
 ہیں کعبہ کہیں عابد و متسجد کہیں ہیں
 موسیٰ کو سر طور کو ہیں سمجھے ہوئے ہم
 خود آپ ہی ناظر کہیں منظور کہیں ہیں
 بندہ و خدا جس کو سمجھتا ہے زمانہ -
 یہہ دو نو ترے نام ہیں کچھ غیر نہیں ہیں
 ہم دھونڈنے نکلے جو انہیں دیر و حرم میں
 دل سے یہہ صدا آئی کہ لے ہم تو یہیں ہیں
 میں آپ ہی سے آپ کو پہچان چکا ہوں
 ورنہ میں فقط نیست ہوں بہت آپ یقین ہیں

| |
|--------------------------------------|
| حُب اور حبیب اور محب اسم ہیں اُن کے |
| ہم نام کے محبوب ہیں کچھ اور نہیں ہیں |

صاف صاف و نکو خدا والے خدا کہتے ہیں
حق نما خود کو اوسے بندہ بنائے ہیں
خود کو کرتے ہیں فنا جب وہ انا کہتے ہیں
بُت بھی جباتے ہیں آگے تو خدا کہتے ہیں
ہوش کی لے کہیں بندیکو خدا کہتے ہیں
بندیکو بندہ خدا کو جو خدا کہتے ہیں
کہ براہی ہو کوئی اوسکو بہلا کہتے ہیں
قربت حق ہے جسے لوگ فنا کہتے ہیں

بخود و مست کو گو لوگ بُرا کہتے ہیں
کچھ نہ کچھ علم حقیقت سے بہرہ جن کو
رہتے وہ آپ میں کب ہیں تو نہ انکا خیال
اہل عرفان کی نظر رستی ہے باطن ہی پر
کفر تبدیل حقیقت ہے اسے وہ غافل
رہر راہ شریعت میں وہی لوگ ایدل
صلح کل میں جو میں مشرب یہ انکا ایدل
مرچکے مرنے کے آگے تو ہوا یہ معلوم

سُنکے اشعار مرے کہتے ہیں اہل عرفان
آپ جو کہتے ہیں محبوب بجا کہتے ہیں

خیال دلمین ہی تیرا تو نور آنکھو نہیں
تو یہ سمجھ لو کہ آیا قصور آنکھو نہیں
ہمارے دل میں رہو یا خور آنکھو نہیں
عجب نہیں وہ رہیں بنکے تو آنکھو نہیں
نہ کہیں ہم تو ہے واقع فتور آنکھو نہیں
بھرا ہوا ہے سب کا غرور آنکھو نہیں
وہ دیتے ہیں مجھے گالی ضرور آنکھو نہیں

ہو اے عشق کا جب سے ظہور آنکھو نہیں
سوائے ایک کے ہو جب نظر میں جو کسی
مکان جتنے بہا نہیں ہیں تبہاری ہیں
ملا یا خاک میں ہستی کو واسطے جن کے
جگہ جگہ میں وہی ہو جہاں جہاں میں وہی
عدو سے میں نہ بہکوں تو میرا قصور نہیں
اوا شناسو کو اسکی خبر ہی محبوب

عجیب طرحی وہ لوگ عید کرتے ہیں
عجیب لباس کو اپنے سفید کرتے ہیں
جو بد سو بد بھی ہوں انکو سعید کرتے ہیں
ہم اپنی ہستی کو پہلے شہید کرتے ہیں
کسی سے جب کبھی گفت و شنید کرتے ہیں
جو آپ ورد کلام مجید کرتے ہیں

جو ہر دم آپکو مشتاق دید کرتے ہیں
خیال غیر سے دل کو تو کر لو پاک کہی
خدا کے فضل سے مرشد ہیں میری وہ فیاض
وصال یار کی سہوتی ہے دلمیں جب غم آتش
کلام حق کا مزہ ہم کو صاف آتا ہے
سمجھئے کچھ تو سمیع و کلیم کے معنے

نگاہ نصیب ہے خواجہ کی ایسی اے محبوب
نہال کرتے ہیں جس کو مرید کرتے ہیں

جو دیکھ لوں ترا جلوہ مری مجال نہیں
جدا ہو تجھے ترا یار یہ مجال نہیں
وہی کلیم ہے کچھ میری بول چال نہیں
وہ کون کسٹے ہے کہ جس میں ترا جمال نہیں
نصیب و سکو خدا کا کہی وصال نہیں
ہو جسمیں حال تو وہ صاحب کمال نہیں
خودی کو جس نے کیا اپنے پاؤں میں
تہو ر جلوہ حق ہے ترا جمال نہیں
زمانہ ہو تو ہو دشمن ہمیں ملا نہیں

تو بے مثال ہے تیرا کوئی مثال نہیں
وہ تیرے ساتھ ہو ابدان کہاں کہیں ہے تو
گمان کیوں کروں اپنے کلام پر اپنا
بٹھاکے روبرو بت کو کروں کیوں سجدہ
اگر ہو دیدہ شاہد میں دوسرا مشہود
سمجھ نہ قال کو آسان یہ سخت مشکل ہے
نصیب اسکو کہاں جلوہ خدا ایدل
بہار حسن پر اپنے عجب توناظران ہے
نظر میں اپنے سمائی ہے شان حق محبوب

| | |
|---|---|
| <p>عشق میں داندہ جینے کا مزا ملتا نہیں پیر کامل ہو تو وصل یا رہو اک آن میں انتہائے جستجو میں یہ خیال آیا مجھے مدعی کے جتنے دعویٰ ہیں وہ سب تباہ ہونہیں جس عالم میں اس عالم میں عالم کیسا کر رہے ہیں سادگی کا سیکڑوں عجیب</p> | <p>کیا تجھے پاؤں مجھے اپنا پتا ملتا نہیں ذکر و فکر و شغل سے ہرگز خدا ملتا نہیں حق تو یہ ہے حق تجھو تیرے سوا ملتا نہیں راستہ حق کا کبھی بے رہنا ملتا نہیں جس جگہ بندہ تو کیا حق کا پتا ملتا نہیں اپنی صورت ایک ہی دیکھا ہوا ملتا نہیں</p> |
|---|---|

عورت و بخت کی ہوس میں جکی ہوں عمر میں تمام
 حشر میں محبوب کچھ اُن کو صلا ملتا نہیں

کیون میرے قتل کی ٹھانی ہے مرجان دلمیں
 وہ کرو کام نہوں جس سے لپٹیاں دل میں
 تم کو الفت نہ صحیح مجھ سے کدورت ہی صحیح
 دو جگہ مجھ کو بہر حال مری جان دل میں
 ہائے رہنے نہ دیا مل کے فلک نے باہم
 رہ گئے طالب و مطلوب کے ارمان دل میں
 دیکھتا ہوں جو انہیں ہمراہ غیا رکبھی -
 موج زن ہوتے ہیں سو بچ کے طوفان دل میں
 کعبہ و دیر نظر آئیں نہ کیونکر ویران ۷۶

عشق رکھتے ہیں ترا گبر و مسلمان دل میں
 کہد و شوخی سے کلیجہ میں چبھوئے بر بھی
 حکم غمزہ کو نہو مارا کرے چہر یاں دل میں
 یہ تو اُن سے کوئی پوچھے کہ یہ گھر کس کا تھا
 خاک میں دل کو ملا کر ہیں وہ نازان دل میں

دولت وصل صتم تم کو مبارک محبوب
 آج بے طرح ہوئے جاتے ہو شادان دلمیں

| | |
|---|---|
| <p>ترا فعل فعل خدا دیکھتے ہیں جو پردہ دولی کا اٹھا دیکھتے ہیں انہیں تیرے در پر گدا دیکھتے ہیں جو عارف ہیں اُس کو بجا دیکھتے ہیں کسی کو نہ تیرے سوا دیکھتے ہیں جو سب کا وجود بقا دیکھتے ہیں</p> | <p>نری ہم تری ہر ادا دیکھتے ہیں وہی تو تجھے جا بجا دیکھتے ہیں جنہیں سلطنت ہو نصیب اس جہا نہیں کہا سخن واقرب جو قرآن میں لے گئے عدم سے ہم آئے ہیں جب سو جہاں میں کسی کو سمجھتے نہیں ہیں وہ فانی</p> |
|---|---|

کسی سے نہ الگا ہو محبوب کا دل نہ
 اُسے زندگی سے خفا دیکھتے ہیں نہ

جس میں ہوں شاہد و شہود وہ دیدار نہیں
 نرم تو حید میں کثرت سے سروکار نہیں
 کیون ابھی سے ہے تجھے خواہش دیدار خدا
 پہلے تو جان کہ آثار کو آثار - نہیں
 آرزو ہے کہ رہوں بنکے ترے درگاہ
 ہفت تسلیم کی شاہی مجھے درکار نہیں
 وہی کامل ہے جسے لاگ ہے سر حق سے
 باعث فقر کوئی جبہ و دستار نہیں
 یوں تو کہنے کو انا الحق ہے زمانہ کہتا
 حال جس میں نہو وہ صاحب اسرار نہیں
 صفت خاص سے مملو ہیں صدائیں ساری
 حق ہی گویا ہے کسی غیر کی گفتار نہیں
 کیا خطا ہے اگر ایسوں کو کہے نابینا
 دیکھتے ہیں تجھے برتجہ سے خبردار نہیں

ہو کے مطلوب زمانہ میں ہیں طالب محبوب
 کیا کہیں بات یہہ کچھ قابل اظہار نہیں

حق تو یہ ہے نہ حق ہوں نہ حق ہی خدا ہوں

خود کو جدا بتا رہا کوئی خدا ہوں میں

صدق یگانگی کے تری کیون نہ جائے
چاہو نہ چاہو آبِ مرجان مجھ کو تم
مارے تو یا جلائے کرے رحم یا ستم
مدت کے بعد شکر ہے ایمان پر نصیب
میںے کہا الہی دکھ اپنا تو جمال
حق کا ظہور مجھ سے میرا حق ہے ظہور
انجان مجھ سے کیوں ہے بھلا کچھ تو کہہ تم
تو تخم میں شجر ہوں تو ہر بو میں مثل گل
مطلوب کوئی اور نہ طالب ہے کوئی اور
ایمان اپنے در سے بڑے خدای پاک

پاتا ہوں تجھ کو آج کو جب ہونڈتا ہوں
پر جان و دل سے آپ ہر دم خدا ہوں
ہر دم ہر آن تیری رضا چاہتا ہوں
اسلام پہوڑ کفر کو جیسے لیا ہوں
آئی ندا کہ تجھے بھلا کب جدا ہوں
بندہ تواسے حق تو سہمہ حق نما ہوں
ایسا اپنی جان سے تجھ کو جاننا ہوں
ہر ذات حق تکس تری آیتا ہوں
بھولا ہوں خود ہی راہ خودی ہما ہوں
کر تو نہ دور کو کہ نرا شک با ہوں

محبوب جس کا نام ہے جانو وہ میں نہیں
سب کی نظر میں گر یہ نظر آ رہا ہوں میں -

جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہیں -
جلائے ہیں جو مثل پروانہ خود کو -
کھلا کھنت کھنٹا کا جب سے معما
احد ہے کہیں تو کہیں تو ہے احمد
ہم ہی ہیں ہمارے سوا کون ہے یا

وہ پھر خود ہی خود کو قدم دیکھتے ہیں
وہی تجھ کو تیری قسم دیکھتے ہیں
خدا اور بندہ ہم دیکھتے ہیں
ہر اک شاہین تجھ کو ہم دیکھتے ہیں
وہ آئینہ ہے جس کو ہم دیکھتے ہیں

عجب تیرا فضل و کرم دیکھتے ہیں
دل اب غیرت جامِ حم دیکھتے ہیں

جو آیا تیرے در پہ واصلِ حق
تماشہِ خدائی کا اس سے عیاں ہے

ہیں مرشد تو یوں سب کے اپنے ہی محبوب
مگر اپنے مرشد سا کم دیکھتے ہیں

ہوتے ہیں صاحبِ قان تیرے کوچہ میں
نقشِ پابنکے ہوں ایجاں تیرے کوچہ میں
اب ہو ہندو نہ مسلمان تیرے کوچہ میں
ایک ہیں بندہ و رحمان تیرے کوچہ میں
وہی کہلاتے ہیں انسان تیرے کوچہ میں
خاک ہو جائینگے ایجاں تیرے کوچہ میں

اتکے نادان سے نادان تیرے کوچہ میں
ہاتھ آئی مرے مرمر کے پتہ ثابت قدمی
کر دیا ایک تری عشق نے سب کو کافر
کیوں نہ ہوں میں تری وحدت کی تصدیق
آپ کو جان کے جانا ہے جنہوں نے تجھ کو
نقشِ پاہم میں کوئی ہمو اٹھائے کیونکر

کفر و اسلام سے محبوب کا مذہب ہے جدا
کہو چکا دین اور ایمان تیرے کوچہ میں

دو رب سے مرے پنج و جن کہتے ہیں
ہم جہان چاہتے ہیں اپنا وطن کرتے ہیں
آپ ہی سید ہیں ہم سیرچیں کرتے ہیں

آپ حبِ بزم میں تکلیف سن کر تپتے ہیں
صورتِ یو لے گل اس سیرگہ عالم میں
سر و گل دیکھتے ہیں یادِ قد و عارض میں

| | |
|--|---|
| <p>صدقے ہوتے ہیں کہی اُس گل عناکا ہم ترے عشاق ستمگر ہیں بڑے عالی ظرف بسنے گر خاک دربار موسے جسم پہ ہے مرے مانند ہوں پنجیر نگاہ الفت</p> | <p>کہی اُس مہ پہ فدا ہم سر و تن کرتے ہیں حشر میں یہی گلہ جہنم کہن کرتے ہیں میرے اجاب عبت فکر کفن کرتے ہیں اون سے ہم چشتی کا دوا جو ہر کرتے ہیں</p> |
| <p>مرے ہر شعر میں الحب کا عمل ہے محبوب مری تعریف جو سب اہل سخن کرتے ہیں</p> | |
| <p>السان نہیں وہ جبکو وصال خدا نہیں دیول میں اور کعبہ میں ہے جلوہ گرونی لب پر ترا ہو نام تو جلوہ ہو انکھ میں ہر شے میں ذات اُسکی تو موجود ہو مگر ایدل وصال بار کا ہونا محال ہے کیا خاک سجھے حق کو وہ اور حق کو غیر کو تو دیکھ کہ گوش دل سے ذرا سنکے غور سے مہجود تجھے زاہد نادان نہیں جدا</p> | <p>غافل یہ بات سچ ہی تا تل ذرا نہیں تیرا ہی بہہ قصور ہے تو دیکھتا نہیں یا پیر تجھے اور کوئی القبا نہیں ہر شے کو حق کی ذات سمجھتا رہا نہیں تیرے خیال میں ابھی ہستی فنا نہیں جس پر کہ من عرف کا مٹا کہلا نہیں وہ کون شے ہے جس میں صدا انا نہیں تو جانتا ہے حکو خدا وہ خدا نہیں</p> |
| <p>حیرت کا ہے مقام یہ محبوب دم نہ مار باقی ہر ایک شے ہے کسی کو فنا نہیں</p> | |

دلدار سے دل لگا رہے ہیں
خود گھٹتے ہیں خود سنار ہے ہیں
ہم اپنے مکان کو جا رہے ہیں
بندے سے خدا بنار ہے ہیں
بے خود سب کو بنار ہے ہیں
ہم آپ کو آپ پار رہے ہیں
ہر آن خوشی منار ہے ہیں
وہ ایک ہی سب کہا رہے ہیں
ہم سب میں تمہیں کو پار رہے ہیں
کیون رنج گناہ اوٹھا رہے ہیں

ہم اپنی خودی مٹا رہے ہیں
ہے کون سیج اور کلیم
روتے ہیں عبث عزیز و احباب
جو اصل حق ہیں وہ ہر اک کو
پر دیے ٹپک کے اُن کے جلو
مطلوب ہمیں ہمیں طالب
ہم دیکھکے دل میں اون کی تصویر
السان کہیں کہیں فرشتہ
ہر شے میں بہرا ہوا ہے جلوہ
مرشد ہے رحیم اپنا محبوب

محبوب چلو اوٹھا و بستر
سب لوگ عدم کو جا رہے ہیں

با کون میں یا رکویہ مجھ میں امکان ہی نہیں
درد ہے میرا کچھ ایسا جس کا درمان ہی نہیں
تجھ میں ہر ایک شے نہان ہی تو ہے ہر شے سے بیان
رمز وہ کیا جانے جس کو خود سی عرفان ہی نہیں
دھونڈتے ہو جس کو تم وہ صورت جان ہی نہان

جب نہو وہ جان میں جا تو وہ جانتا ہی نہیں
 لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا كَرِهْتُمْ

جو ہوا عامل بھرا اس سے کوئی انسان ہی نہیں
 کیا کریں اپنی طبیعت کا بستاؤ کس کو زور
 ہر دم عالم میں کوئی ایسا سخندان ہی نہیں
 رویت دلدار چہتا ہے تو صورت اپنی دیکھ

ورنہ اسے نادان اس کا نام عرفان ہی نہیں
 طالب دنیا و دین آتا نظر ہے ہر کوئی -

ہائے کوئی اس جہان میں حق کا خدا ہاں ہی نہیں
 جب شہود و شاہد و مشہود کی ہے اصل ایک
 جو مشاہد خود کو سمجھے اوس سا نادان ہی نہیں

بے تو ان محبوب سے لاکھوں ہوئے میں سرفراز
 یا رحیم اللہ تجہ سے کوئی سلطان ہی نہیں

تیرا بندہ ہوں خدا یا تجھ میں جانتا ہوں
 تو نے ہر رنگ کہا یا تجھ میں جانتا ہوں
 خود کو بیہوش بنا یا تجھ میں جانتا ہوں
 تجھ سے سو اکتے جلایا تجھ میں جانتا ہوں

تو بنایا کہ بن آیا تجھ میں جانتا ہوں
 شمع سوزان ہے کہ میں گل خندان کے کہیں
 طور پر دیکھ کے بس آپ ہی اپنا جلوہ
 تم باذنی کی صدا دیکھ ہزاروں مرد

| | |
|--|--|
| تو وہ بہرِ وپ ہی ہر شے میں عیاں ہو ہو کر کیا کوئی دیکھے تجھ کو جب تو نظر کی صورت کہکے بیچوں تو خود ہی شکل سے ہو کر طاق | لا مکان خود کو بتایا تجھے میں جانتا ہوں سب کی آنکھوں میں سما یا تجھ میں جانتا ہوں نیم اللہ کہا یا تجھے میں جانتا ہوں |
|--|--|

دیکھنے اپنا جمال آپ ہی محبوب کا دل
آئینہ ایسا بنایا تجھے میں جانتا ہوں -

فسون تھا شعبہ تہا سحر تھا ساتی کے رافضی
ازہر شمس سے لگا پایا رکھ پایا اودھر برمین -
جگہ رحمت نے دسے رکھی تھی دامنِ پیہرین
فرشتوں سے بہت دھونڈ اپنا یا جھک کر شرمین
سنا ہے ہو کرین کھا کر سنبھل جلتے ہیں بگڑ ہو جی
نہ کیونہیں پھینک آؤں اپنے دل کو کوئی دہرین
نظر چہر پڑی اون کی وہ گویا ہو گیا بسمل -
صفت الہی ندیکھی سمجھنے اب تک تیرو خجربین
بغیر از علم کے عامل کی دنیا میں بہہ حالت ہے
کہ جیسے بیل کو لہو کا رہا کرتا ہے چکر میں
ہی ہے التجا میری کہ جب تک جان ہو باقی
نہ تو ر دل میں جلوہ آنکھ میں سوراخ ہے سر میں

یہہ دیتا ہے پتہ اوس کا وہ پہنچا دیتا ہوا سترنگ
 ہے فرق ارض و سما کارہنما میں اور رہبر میں
 جہان کی خاک چہانی کی ریاضت واسطے جس کے
 ملا وہ فیض سے مرشد کے جھکو میرے ہی گھر میں
 نہ یہہ اوس سے جدا ہے اور نہ وہ اس سے جدا ہرگز
 فقط اک نام ہی کا پھیر ہے مظہر میں مظہر میں
 کرین کیونکر نہ جان و دل فدا اس شوخ چہنے
 بتایا دو نو عالم کا تماشہ ہم کو دم بھر میں
 یہ اسان ہے اسیکا ہو گیا میں سامع و باہر
 و گرنہ تفرقہ کس بات کا تھا مجھ میں تجھ میں

نرا لا ہے میرا محبوب سب سے مذہب ملت
 نہ کیونکر دیکھ کر مجھ کو رہیں سب لوگ چکر میں

لیکن اتنی بات سے بندہ خدا ہوتا نہیں
 غنچہ امید ہرگز اسکا و اہوتا نہیں
 منزل توحید کا طے رستا ہوتا نہیں
 خلق میں کوئی مرقعہ ملا دوا ہوتا نہیں
 حشر میں کوئی کبیرا آشنا ہوتا نہیں

کوششوں سے آدمی نیا میں کیا ہوتا نہیں
 یاد رکھو خوب جس کا رہنما ہوتا نہیں
 حق کا احسان جب تک ایفا دل دوا ہوتا نہیں
 وصل حق کے واسطے رہبر کو با مضطر ہوتا نہیں
 چھوڑ دنیا کی محبت ذات حق میں ہوتا نہیں

| |
|---|
| ہو فانی اللہ کی منزل سُر کیونکر نصیب شخص حق ہے تجھیں اور کا عکس اور تو آئینہ صل حق کا تو جو خواہاں ہو تو سب کو چھوڑ شیخ کی جزوات میں پورا فضا ہوتا نہیں شخص عکس اک ہوتے ہیں پر آئینا ہوتا نہیں جب تک اس کا تو نہو لے وہ تر ہوتا نہیں |
|---|

دست بوسی دیکھ کر محبوب کرنا خلاق میں
رہبر راہ طریقت بہر گدا ہوتا نہیں

سارے حور و ملک و جن و بشر کچھ ہی نہیں
دو نو عالم میں بجز ہو کے دگر کچھ ہی نہیں
کر دیا یار کے جلوہ نے کچھ ایسا بے خود۔
کون ہوں کیا ہوں مجھے اپنی خبر کچھ ہی نہیں
سارے اعضا ہیں حقیقت میں اوسیکے تابع
تن میں انسان کے سجز ایک نظر کچھ ہی نہیں
جس جگہ اپنی سیر کرتے ہیں حق کے وصل
اُس جگہ روز و شب و شام و سحر کچھ ہی نہیں
مئے وحدت کو کبھی پیکی تو دیکھ اے زاہد۔
اسین ہر طرح کا ہے نفع ضرر کچھ ہی نہیں
نام موجود کل اعضا کے ہیں مشہور مگر نہ
نام انسان ہے کس کا یہ خبر کچھ ہی نہیں

چھوڑ دے ظاہری اسباب کو باطن کو پکڑ
کام آئے گا ترے وقت سفر کچھ ہی نہیں

وہی موجود ہے محبوب سمجھ کر دیکھو
سب نظر آتے ہیں ظاہر میں مگر کچھ ہی نہیں

| | |
|--|---|
| میری ہستی ہی کیا ہے میں نہیں ہوں کہیں حق اور کہیں بندہ کہانا ہوں شخص و عکس میں تو کس طرح ہو لباس چار عنقر کو پہن کر ملو زبان حال سے کہتی ہے ہر شے رحیم اللہ کے قربان جاؤں | وہی مجھ میں بسا ہے میں نہیں ہوں یہہ شان کبر یا ہے میں نہیں ہوں تری ذات آئینا ہے میں نہیں ہوں وہی جلوہ نما ہے میں نہیں ہوں اوسیک کا شعبدا ہے میں نہیں ہوں یہی دیکھا سنا ہے میں نہیں ہوں |
|--|---|

من و تو کی صدا میں مجھ میں محبوب
وہی خود دے رہا ہے میں نہیں ہوں

| | |
|--|--|
| تو کہیں ہے کہیں مکان ہے تو نہ سمجھنا کہ دور ہوں تجھ سے وہی باطن ہو جب وہی ظاہر | تو تہاں ہے کہیں عیان ہے تو میں ترے ساتھ ہوں جہاں ہے تو یہی رہتا ہے مجھے کہاں ہے تو |
|--|--|

جب ہوا حق عیان نہاں ہے تو
لیتا ہر اک کا امتحان ہے تو
جبکہ اللہ کا راز دان ہے تو
حق ہی گویا ہے بیزبان ہے تو
دو ہی دود کا مہاں ہے تو

حق نہاں ہے عیان ہے تو جب تک
دیکھے قدرت تو اپنی بند وں کو
باز آکر و کبر و کینہ سے
کوئی شے اوسکے کیا حامل ہو
گھر بنانے کی فکر کیوں ہے تھر

دن میں محبوب نام ہے تیرا
شب میں سب نام و بے نشان ہے تو

جیل ہر لحظہ ہے ہر دم ہے قیامت مجھ کو
نہ تو اذکار خوش آتے ہیں نہ طاعت مجھ کو
ملکیا دامن سلطان رسالت مجھ کو
نرہی تیری قسم اور کی چاہت مجھ کو
تجہ سہ آتی نہیں بڑے بشریت مجھ کو
نہ ستاد و رخ و جنت کی حکایت مجھ کو
کہ نظر آتی ہے اب اپنی ہی صورت مجھ کو
جب سے تجستی مرے مرشد نے سماعت مجھ کو
کیون بنائی گئی تو رخ یہ میرت مجھ کو
ہوتی ہر شے میں ہو حضرت کی زیارت مجھ کو

جب سہم شد نے دیا ساغر وحدت مجھ کو
آپ کو خود سے بھلاتا ہوں تو پاتا ہوں تجھ کو
میں فنا شیخ کی الفت میں ہوا جنبہ لورا
جب سے آنکھوں میں سما یا ہے ترا جلوہ پاپ
حق کو اختیار سمجھتا ہے تو اختیار کو حق
وصل حق ہوں تجھ کو پہ نہیں پروا و غطا
بنگئے آئینہ خانہ مرے حق میں گوشت
آتی ہے کا لہو نہیں ہر شے سزا و عین کی
تجہ سوا ہر کوئی ہادی نہ فصل ایمان
کچھ مدینہ کا موقوف نہیں ہے غافل

سیرافس کی ہوئی جب مجھ محبوب نصیب
ہو چکی صاف عیان اپنی حقیقت مجھ کو نہ

ہر ایک شے میں ہے جلوہ اوس کا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو
ہوا ہے حایل دولی کا پردا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو نہ
کہا جو منظور نے انا الحق بنجا تو تم کفر اس کو ہرگز
کلیم تھا کون حق کہ بند اذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو نہ
کہا ہے قرآن میں صاف حق نے کہ میں ہی ظاہر ہوں میں باطن
تو بھرتہارا وجود کیسا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو نہ
اگر نبی کو خدا کہوں میں تو کفر مجھ پر نہیں ہے لازم
بشر وہ ہوتے تو سایہ ہوتا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو
کہا جو موسیٰ نے رب ارنی ندایہ آئی کہ لن ترانی
خودی میں کیسا خدا کا جلوہ اذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو
کہو نہ تم خود کو حق و بندہ ہے کفر و شرک اس سے صاف ظاہر
ہیں کون اب تم ازل میں تھے کیا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

ہی ایک مخلوق ایک خالق یہ بات محبوب تو بہ تو بہ
بنایا سب کو کہ خود بن آیا ذرا تو اسکو سمجھ کے دیکھو

| | |
|--|---|
| <p>مئے وحدت کو جو لذات چکاؤں تنجھ کو تو ہی مقصود دو عالم ہمارے وہ غافل عشق صادق ہمارا حسن جہاں سوز ترا عمر بھر آگے تو رہو نہ ٹکے رہنا رہنا میٹ کر زنگ دہی دیکھو نہ کیوں کرتے</p> | <p>ہوش میں نہ اہنا دان نپاؤں تنجھ کو وہ کوئی اور ہے تجہ سے جو دکھاؤں تنجھ کو تو تجھے لاکھ مگر دھونڈ کے پاؤں تنجھ کو تیرا احوال اگر صاف سناؤں تنجھ کو جسکے آئینہ نہ کیوں آپ میں پاؤں تنجھ کو</p> |
|--|---|

اب کے اظہار حقیقت جو کرے تو محبوب
 دار پر صورت منصور چڑھاؤں تجھ کو

میرے رہبر میرے مطلوب میرے مدعا تم ہو
 بطون حق نقالے ہو ظہور مصطفیٰ تم ہو
 جدا وہ تم سے کہے اور اوس سے کب جدا تم ہو
 ہے اس کا عکس تم میں اور اسکا آئینا تم ہو
 وہی ہے اول و آخر وہی ہے ظاہر و باطن
 سمجھتے خود کو ہو موجود کیسے جیسا تم ہو
 جو جانے آپ کو اچھی طرح وہ تم کو پہچانے
 ہر اک کی شکل میں ایجاں جان جلوہ نما تم ہو
 دیاد دل جسے تم کو تم نے اُسکو جان سے مارا
 خدا رکھے جہان میں ایک اچھو بیوفا تم ہو

سمایا نور وحدت کا ہے آنکھوں میں مری جیبتے
 جدہ میں دیکھتا ہوں اُس طرف اومہ لقا تم ہو
 پیپر کے سوا ہرگز کوئی بندہ نہیں ہوتا
 بتاؤ کون شے ہو تم اگر غیر خدا تم ہو

نہ بھولو تم کہی محبوب ارشاد رحیم اللہ
 اسی کی ذات باقی ہے جہاں میں چیز کیا تم ہو

تو وہ بے نیاز ہے اے خدا تری شان جل جلالہ
 تری حمد کر سکے کوئی کیسا تری شان جل جلالہ
 تو کلیم ہے تو قدیر ہے تو سمیع ہے تو بصیر ہے
 نہوا کوئی تری شان کا تری شان جل جلالہ
 کروں کیوں نہ تیری عبادتیں کروں کیون تیری اطاعتیں
 نہیں دو جہان میں تری سوا تری شان جل جلالہ
 نہو مجھ سے پھر تری بندگی نہو لحظہ بھر مری زندگی
 جو تو ایک دم بھی مواجب داری شان جل جلالہ
 رہی کوئی باقی نہ جستجو رہی کوئی دلیں نہ آرزو
 ہو واجب سے در کا ترے گدا تری شان جل جلالہ
 مرے فعل خاص مرے نہیں وہ تھی ہی ہوتے ہیں یقین

ہے گواہ آیت مایشا تری شان جل جلالہ
 انہیں خوف طاب ہونہ بیم سرانہیں شوق حور نہ ذوق رز
 انہیں شوق ہے تری دید کا تری شان جل جلالہ

ہے بھرا جہان تری ذات سے کیا جس جگہ محبوب ہے
 جو پکارا آئی تری صدا تری شان جل جلالہ

| | |
|---|--|
| <p>اوٹھا لو چیز جو مد نظر ہو میسر ہے بہین جلوہ متہارا کھلا یہ حال جب واقف ہوے ہم زبان کنجی دہن ہے فضل دل در تو باقی سے خدایا میں ہوں فانی حقیقت سے نکلیں واقف وہ ہو جائے خیال آئے نہ دل میں غیرت کا یہی عاشق کی ہے جانو نشانی نہیں ہے حق تو اے غافل کہاں تو وہ ذکر حق ہے منہ سے نکلے جوبات</p> | <p>متہارا مال ہے دل ہو جگر ہو ہمیں کیا فائدہ محشر اگر ہو احد باطن ہو تم ظاہر بشر ہو مری آنکھوں میں اوکھا کیوں نہ گھر ہو مرا کس طرح سے تجہہ تک گذر ہو غلام پشتیا کوئی اگر ہو جد ہر دیکھوں مری تجہیر نظر ہو ہمیشہ یاد حق میں آنکھ تر ہو بنیر از تخم کے کیونکر شجر ہو خبر کیا ہوا اسے جو بخبر ہو</p> |
|---|--|

رحیم اللہ ہو لب پر اپنے محبوب
 عدم کا جبکہ ہستی سے سفر ہو

دیکھتا ہوں چہرہ دلدار کو
 پاتا ہوں ہر شے میں اوسے بار کو
 سب کچھ کیون جانے زتا رکو
 رکھے سلامت تری سرکار کو
 بندہ مجبور کو محنتا رکو
 پوچھو نہ مجھے بخود سرشار کو
 کہہ دے کوئی کار فرودیندار کو
 شغل کو اذکار کو افکار کو
 دیکھ لیا جب شہ ابرار کو
 جانتا ہوں اوس بت عیار کو

میٹتا ہوں جبکہ میں آثار کو
 چشم بصیرت جب سے عطا ہو
 کفر میں ایمان ہوا ہے نصیب
 سیکڑوں در سے ترے پاتے میں فیض
 پیر نے دکھلایا ہمیں ایک جا
 آپ میں کب ہوں جو کہوں حال غیر
 پوچھتے ہو تم جسے وہ ہو تمہی
 دخل نہیں رویت حق میں کبھی
 کیون نہو دیدار خدا کا نصیب
 شیخ و برہمن میں ہے جس سے نفاق

ہند میں محبوب ہے مضطرب
 یلجے بلا اس جگر افکار کو

جب نظر آئے گا وہ آئینہ رو
 ہے نہان ایسا کہ جیسے گل میں بو
 دیکھتا ہوں جلوہ حق چار سو
 دھونڈتا ہے جا بجا پہر کو تو
 سب کو دیکھا خود کو پایا رو برو

غیریت سے دھولے اپنے ہاتھ تو
 ایک گنا جھمیں وہ ہر رنگ میں
 قبلہ عالم کروں سجدہ کد ہر
 مدعاے ہر دو عالم ہو کے خود
 کائنات آئینہ خانہ بن گئی۔

| | |
|--|--|
| عاشقوں سے چھوٹی کب سے ناز رہتے ہیں وہ فیصلواتِ دائمون خود پرستی چھوڑ اسمیں ہے بدی من میں ہی بس کر پھرایا یار نے مین نہیں ہون مین نہیں ہون مین نہیں ذات حق ہے رنگ مئے ذات نبی فیض سے خواجہ رحیم اللہ کے | ق اون کے عیبوں کی نکر تو جستجو جسمیں ہے سجدہ نہ جلسہ اور وضو لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِنْهُ در بدر صحرا بصر اکو نفس ہو دل ہو جگر ہو جان ہو اور تیری ذات ہے مثل سبو نکلی سب کچھ میرے دل کی آرزو |
|--|--|

خوف کیا محبوب عصیان کا بچہ
آئی ہے صاف آیت لَا تُفْقِدُوا مِنْهُ

| | |
|--|--|
| کی رحیم اللہ نے جب سے مری بیدار لکھ خود سے جب تک جو نہو آگاہ وہ انسان نہیں کل کے وعدی پر مگر میں سب مگر ظاہر ہو ہمنے مانا لاکھ تو ہی عالم وفا منسل لکھ جان لے کوئی نکوئی ایسا اسپین ستور کیون نہو دم بہر میں نہ فانی خود باقی حق دیکے تکلیف کیا مجھ کو خار غریب سو گیا محبوب تو جانو نہ اسکو بے خبر | دکھتی ہے ہر جگہ تھکاوٹ غبار آنکھ جو نہ دیکھے حق کی صورت کو وہ ہی کیا آنکھ کہو لکر دیکھ آج لڑائے طالب دیدار آنکھ رو پر و مرشد کے گزرنے دم گفتار آنکھ ایک کو جذب دہکاتی ہو تیری یار آنکھ جو لڑائے پیر و مرشد سے مرے اکبار آنکھ کچھ مئے وحدت سے ہے ایسی مری شہزاد آنکھ وہ کسی خلوت نشین سے ہو رہا ہو جا آنکھ |
|--|--|

تم ہو محبوب خدا ہم میں نکارے خواجہ
 اوج پر کیوں نہ مقدر رہوں ہمارے خواجہ
 لیکے نام آپکا جو کوئی بکارے خواجہ
 آنکھیں دکھلا کے ڈراتے ہیں تارے خواجہ
 جیتے مر مر کے ہیں عاشق تہا ری خواجہ
 کیوں نہ سو جائے جاؤں تری واری خواجہ
 آتے ہیں خواہیں جس شخص کے پیارے خواجہ
 آپ کے حبس کو میسر ہیں نظر سے خواجہ

ہو سکے کسی سے ادا وصف تہا ری خواجہ
 ہاتھ آئی ہے تری راہ میں ثابت قدمی
 مشکلیں اوسکی نہ کس طرح سے آسان ہو جائیں
 کیا کہوں ہجر کی شب عالم تنہائی میں
 واجب الرحمہ میں کچھ کبھی لطف ان پر
 دیکھ کر تجھ کو خدائی کا تماشا دیکھا
 وہ ہوا جاتا ہے بے شبہ و یلے کامل
 نہ اوسے خواہش جنت نہ طلبِ حور و نخی

قطع ہو جائے نہ کیوں تار حیات محبوب
 آمد و شد ہے نفس کی کہ دو آ رہے خواجہ

منظہر کبریا رحیم اللہ
 آپ کا ہو چکا رحیم اللہ
 عاشق مصطفیٰ رحیم اللہ
 وہ خدا سے ملا رحیم اللہ
 جس نے کی جان فدا رحیم اللہ
 کہہ دیا جس نے یا رحیم اللہ
 کر نہ مجھ کو جدا رحیم اللہ

شان ذات خدا رحیم اللہ
 میں بُرا ہی صحیح بھلا نہ صحیح
 کھوئی تجھ سے ہوا نہ ہو ئیگا نہ
 حبس کو قربت تری ہوئی حاصل
 وہ ہی زندہ ہے راہ مولائین
 مشکلیں اہ کی حل نہوں کیونکر
 تیرا کہلا کے جاؤں کس در پر

جس سے راضی ہوا رحیم اللہ
وصف تیرا دارحسین اللہ
ہے یہی مدعا رحیم اللہ
میں ہوں بندہ ترا رحیم اللہ

اوس سے کیونکر خدا نہو راضی
کس کی طاقت کہہ کر سکے کوئی۔
مثل سایہ رہوں ترے ہمراہ
تو ہے مولا مرا مرا خواجہ

خوف دوزخ نہ رکھہ تو اے محبوب
ہے وسیلہ ترا رحیم اللہ

خبر لیجئے میری ہر بار خواجہ
چمک جائے گر تیری تلوار خواجہ
دکھا دیجئے مجھ کو دیدار خواجہ
لگا دیجئے جلدی سے پار خواجہ
کہ پرفیض ہے تیرا دربار خواجہ
یہی ہے دعا میری ہر بار خواجہ
مصیبت میں ہوں نہیں گرفتار خواجہ
تہی مجھ کو کرد و خبر دار خواجہ

نہ کیجئے مجھے ستہ و خار خواجہ
نہ کیوں کفر ہستی سے نابود ہو جا
تڑپتا ہے پہلو میں دل بنگے بجلی
ہوی جانی ہے کشتی عمر غرقاب
مرادین میں اپنے ہی پاؤں عجب کیا
مرا ہاتھ ہوا وردا میں تھارا
بچا لیجئے اپنے فضل و کرم سے
رہ عشق سے بیخبر ہو گیا ہوں۔

اگرچہ ہے محبوب میرا تخلص۔
مگر ہوں سراسر گنہگار خواجہ

گل نہیں جسمین تیری بو تر ہے
 او سکو بھر کوئی جستجو تر ہے
 اپنی ہستی کی جسمین بو تر ہے
 گم ہو ایسا کہ غیر ہو تر ہے
 دین و دنیا میں سسزخو تر ہے
 قلب جتنا کہ ایک سو تر ہے
 دین میں اسکی آبرو تر ہے
 بچھکو پھر حاجت وضو تر ہے

شے نہیں وہ کہ جسمین تو تر ہے
 آپ میں جو کہ آپ کو پا لے
 وصل حق اسکیو تم جا نو تر ہے
 باز آ حجت من و تو تر ہے
 آپ کو جسے پایا اور پھر وہ تر ہے
 ہو عبادت قبول کب تیری
 معرفت جو اپنے ہے غافل
 حدت غیر دور کر زاہد ہو

زندگی اس کی ہے عبت محبوب
 جسے وہ یار و یارو تر ہے

تنگ ہے عرصہ دنیا تو فراغت کیسی
 او سکو منظور ہو وحدت تو کثرت کیسی
 دل ہے بیاد تو ہم خلوت و جاہل کیسی
 دیکھیں لاتی تو ملائین شب فرقت کیسی
 شکر ہر حال میں ہے لب شکایت کیسی
 عاشق خستہ ہے ہتی او نکو کدورت کیسی
 تو دہ یاس ہے محبوب کی تربت کیسی

زندگی قید سیڑجہر ہے تر عسرت کیسی
 لفظ کن کے ہیں زمانہ میں یہ ساری ہلو
 تکمہ بنیا ہو تو ہے سامنے اسکی تصویر
 روز فرقت تو ہیں خون روا کر گذرا
 تیرے عشاق کا تسلیم و رضا ہے شیوہ
 اپنے گتہ کا نشانہ گتہ کا کراؤ ٹھے
 جان دی ہی ترے فرقت کراؤ ٹھا کر صد

پیرِ رحیم اللہ نے جس دم میں سر نہ لگایا
 آنکھہ اوٹھا کر جدِ ہر کو دیکھا ہر مین ہر کو پایا
 رکھے خود یہیں ہر سون پہنے عمر کو یوں ہی گنوا یا
 پیٹیم کو خود ہی مین پایا جب کہ خود کو بھلا یا
 نہ روپ نہ ہار اور نہ رنج نہ کہین کہایا اور کہین
 اسم و تعین کالے پردہ انسان نام رکھا یا
 آپ کو کیوں لامکان بتایا مین ہی لکیر مین مہنا
 صحرا صحرا کوچہ کوچہ در در محب کو پھرایا
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ نفی کے ساتھ اثبات کا کھیل
 صدقے مین اوس نام کے جس نے دو تو مجھیں بتایا
 محیط ہے تو ہر ایک شے پر شہ رگ ہی پر کیا متوف
 جگر مین دلمین سینہ مین ہر مین آنکھوں مین توئی سمایا
 گنج خفی سے نکل کے پیٹیم وحدت مین جب آن کھڑا
 درشن اپنا آپ ہی کرنے درپن مجھ کو بنایا
 کہین کہا ہے نَحْنُ أَقْرَبُ فَتَمَّ وَجْهَهُ اللہ کہین
 ظاہر و باطن آپ ہی ہو کر خوب طلسم دکھایا
 کوئی نہ سمجھا لفظ انا لحقی کہنے کہا اور وہ تھا کون
 کر کے گمان منصور کا سب نے ناحق ارچڑایا
 پران ہے جب تک تن مین تیرے کر لے تو بس و اکا درشن

گیا جو تو مایوس نہ رہا نہ رہیگا وان بچتا یا رے
 گم کر کے تو سدا بدھ اپنی دہیانی مت ہو بن گیا
 دیکھ بچھا کر تجھ کو بنا یا خود وہ بن آیا رے
 ہو کر سلطان دو تون جہان کا ہمیں بدل کر احمد کا
 مثل سکندر پیغام اپنا خود ہی لئے خود پہنچا یا رے
 پرغی و ابو قیل و لیل کا آپ غسل کر کر تیار
 خاک باد آب آتش پیارے تیرے صدقے جاؤں خود کو مکین بنایا رے
 بھج لے ہری کے نام کو ہر دم ہر آن اے محبوب بھول
 چھوڑ بھروسہ دین دوی کا جھوٹا سارا مایا رے

ہے وہی ساجد وہی سجدہ وہی سجدہ
 کہ غلامی پیر کی تجھ کو اسمین سودا
 وہ کہین عیسیٰ کہین موسیٰ کہین داؤد ہے
 ذات حق کی بے جہت ہی ہر جگہ وجود ہے
 کوچہ الفت کا جو بدہی وہی سعود ہے
 وہ مراد مطلوب ہے مقصود ہے معبود ہے

جانتا ہی جبکہ تو غائب ہی مشہور ہے
 چھوڑ دے اے بیخبر کرنا پرستش قبر کی
 لے مبصر احمد بے میم جس کی نام ہے
 کر کے ساکن عرش کا محدود بھڑاتا ہی کیوں
 میں ہی بی بیڑ لقی ہے سنا جاتا ہوں بتا
 مقتداے عارفان جو ہے رحیم اللہ شاہ

ماسوا اللہ کہہ رہا ہے کس کو اے محبوب تو
 نام یا ن حق کے سوائے غیر کا نابود ہے

وہ تو ہی ہے جدا وہ تجھے کہے
 تہوں جب میں ترا ہوتا عجیب ہے
 ارے نادان یہ تیرا کیا غصہ ہے
 نہ ملنے کا ترے پہر کیا سبب ہے
 نہ کفر و دین نہ یان ذکر نہ ہے
 عرب کہتے ہیں جب کو عین ہے
 جدا زاہد تر اگر تجھے رہے
 سمجھ لے وقت فرصت ہو تو اب ہے
 خدا کے ذکر کر نیکاً یہ دہ ہے
 وظیفہ یہ مرا ہر روز و شب ہے

لقائے حق کی کیون تجھ کو طلب ہے
 ہے مجھ ہی سے تیرا ہوا پہ جلوہ -
 سمجھتا ہے خدا کو دور خود سے
 جدا ہستی نے کر رکھا ہے میری
 کچھ ایسا ہے مقام عشق ابدل
 لعین سے جدائی ہے و گرنہ
 نہ کہہ تو لا الہ غیرک پھر
 نہ کہہ کل پر تو ہو لے خود سے قفس
 فنا کر ذات حق میں اپنی ہستی
 رحیم اللہ رحیم اللہ ہر دم ہو

کہا کر حق کو حق بندہ کو بندہ ہو
 بختے محبوب گر لازم ادب ہے

غور کرو وہ ترے ہی من میں ہے
 کیون عبث تو صفائے تن میں ہے
 تو ہی تو وادیِ داوڑ میں ہے
 جو زمانے کے مکر و فن میں ہے
 رہتا خورشید جیون گہن میں ہے

کیون پریشان غم مہن میں ہے
 پاک کر غیر سے دل پہلے
 کون سی جا نہیں ترا جلوہ
 عبد و رب کا وہ بھید کیا جانے
 ہے ہر اک شے میں وہ نہان ایسا

فیض کیسا ترے سخن میں ہے
وصف جو کچھ مشہرِ زمن میں ہے
ایک جادو ترے سخن میں ہے
سر میں سودا ہی یاد من میں ہے
شیخ میں کون برہمن میں ہے
نور وحدت بھرا نین میں ہے
تجما رہبر کہاں دکن میں ہے

سیکڑوں مردہ دل ہوئے زندہ
کسی طاقت بیان کرے کوئی
ایک محشر ہے چال میں تیری
عشق احمد سے کون ہے خالی
ہے وہی ہر لباس سے موجود
کیون نہ ہر شے میں آکے دیکھوں
ہے قسم حق کی اسے رحیم اللہ

کیون بہٹکتا ہے در بدر مجھ کو
سیر جو کچھ کہے وطن میں ہے

جہان میں ہون وہاں میرا غم ہے
ارے نادان وہی دیر و حرم ہے
زیادہ ہے کہیں وہ اور نہ کم ہے
وصال حق انہیں ہر ایک دم ہے
نڈیکھا ہے مجھے تیری قسم ہے
خدا کی ذات ہر شے میں بہم ہے
میرا سر ہو جہان تیرا قدم ہے
بدلتا روپ تیرا اک ستم ہے

یہہ اپنے پیر کا مجھ پر کرم ہے
جسے کہتے ہیں سب انسان کا دل
برابر ذات سے ہر جا ہے موجود
بھلانا اپنی ہستی ہے جنہیں یاد
دو عالم میں سوا تیرے کسیکو
جدا بندہ سے ہے کبے ات حق کی
یہی ارمان ہی حسرت ہے میری
ہے تجھ سے مل کے ہی لمبکی حسرت

| | |
|------------------------------|-------------------------------|
| جو تیری دید ہے وہ خلی ہے دید | ترا کوچ مجھے باغ ارم ہے |
| وسیلہ ہے رحیم اللہ کا جگر | کھر کس بات کا پھر اوسکو غم ہے |

| |
|-------------------------------|
| وجود اوسکے سوا کس کو ہے محبوب |
| جو تیری ذات ہے عین عدم ہے |

جدا کب معرفت سے زاہد نادان شریعت ہے
 یہ مثل آیت قرآن ہے وہ اوسکی حقیقت ہے
 بنائی اپنی ہی صورت پہ حق نے شکل آدم کی
 اوسیکا رنگ ہے سبکا اُسکی سبکی صورت ہے
 نہ زاہد ہوں نہ سالک ہوں نہ عاشق ہوں وصل ہوں
 نرمی ہے چال ان سب سے مری کچھ اور ہی گت ہے
 کیا ہے تجھ کو ظاہر کر کے پنہان آپ کو حق نے
 خلاف اوسکے کئے جا تجھ کو گر حق کی محبت ہے
 اوسیکی راہ پر مین کا فرد نیدار بستے مین
 بجز حق کون ہے یان کسی تو کرتا شکایت ہے
 جسے سب ہند کہتے مین مدینہ ہے مرے حق مین
 جسے شے جانتے مین لوگ وہ حضرت کی تربت ہے
 جد ہر ڈالی نظر دیکھا اوسی کا جلوہ آرا

بے دیدار حق مجھ کو نہ خلوت ہے نہ جلوت ہے
 گمان کو دور کر دینا گزرنا اپنی ہستی سے
 اس کو قرب کہتے ہیں اس کا نام وصل ہے
 بھرا کرتا ہے دم توحید کا زاہد تو ہر لحظہ
 سمجھتا غیر بھر حق کو تری کیسی جہالت ہے
 نسب سے مال سے زر سے فضیلت ہو نہیں سکتی
 مگر علم و ادب ہی سے ہر انسان کی شرافت ہے
 مرے سینہ میں پہلو میں جگر میں جان میں دل میں
 نہو جب تو تو میرے حق میں گویا اک قیامت ہے
 اٹھا کر دیکھ لے پردہ دولی کا دیدۂ دل سے
 جو کچھ دنیا میں ہے نادان مرآت حقیقت ہے
 مرے مرشد جو ہیں خواجہ رحیم اللہ شاہ چشتی
 حضورِ اُون کی بس میرے لئے عین عبادت ہے

نہ لاؤ پہر کبھی لفظ نسب محبوب تم لب پر
 روا تو حید کی محفل میں کب دخل اٹاؤ گے

پہونکدینگے ایک دن اے سی یا فریاد سی
 عشق میں تیرے سہیں کیا کیا نہ دلہن نین
 اے فلک ہم خوب اہت ہیں تری بنیاد سے
 کم نہیں ہیں ہم جہا نہیں سے فریاد سے

| | |
|--|--|
| دیکھنا دنیا میں ہر انس کی ہر عادت جدا زندہ دل دیکھا نہیں جاتا ہر دنیا میں کبیز تشنہ کام عشق ہوں پانی نہ مانگوں خوش رنگ پھنکے گیسو میں ترے سرگوشیاں لیتا ہوں ہنچکیوں سے دم گھٹا جاتا ہوں دن بھر دل ازل سے ساتھ ہو اور ساتھ ہو گاتا ابد | عشق ہے مجھ کو وفا سے لاگ انہیں سے اب کوئی کسینہ نہیں بہتر عدم آباد سے سیر اگر ہو جاؤں آبِ خنجر جدا سے جال کیا پھیلا رہا ہے صید بھی صیاد سے کیا مصیبت میں پڑا ہوں کس کی یاد سے چھوٹ ہم سکتے نہیں اس شمن ہمراہ سے |
|--|--|

سوئے سوئے سارے مینچانے نظر آئیں نکمیں
اب کہاں محبوب کو فرصت خدا کی یاد سے

| | |
|---|--|
| بقا باللہ بحق فانی محی الدین جیلانی ہو تم معشوق ربانی محی الدین جیلانی جہاں تک آ پہنچو میں ہاں تک کی کیا جاؤ دو قالب ایک جان ہو تم جدا وہ تم ہو کیونکر عجب کیا ہے کریم دیکو زندہ انہی قدر سے وہ تم غوثِ دو عالم کہ شاہا آپ کے در کی گر قمار مصیبت ہوں غرق بحرِ عصیان ہوں ولی کیا غوث کیا اقطا کیا ابدال کیا سب جو منکر ہے کر امت کا تہا کر دل سے پھر اس میں | سرِ باطل سبحانی محی الدین جیلانی رسول اللہ کجانی محی الدین جیلانی ولے حق میں لانا محی الدین جیلانی جو میں اجمیر کے بانی محی الدین جیلانی صفت کہتے ہیں رحمان محی الدین جیلانی ملک کہتے ہیں ربانی محی الدین جیلانی کرو شکل میں آسانی محی الدین جیلانی تہ ہیں اخترِ سلطانی محی الدین جیلانی کہاں بوئے مسلمان محی الدین جیلانی |
|---|--|

خدا کے واسطے محبوب کو مشرین بخشا لو
 نہو اسکو پریشانی محی الدین جیلائے

خود سے ہوا آگاہ تو سمجھا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 مرشد رہبر اللہ بندہ جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 آگے پیچھے دائیں بائیں اندر باہر تخت اور فوق
 جب دیکھا تو تجھی کو دیکھا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 دیدہ دل سے پردہ دونی کا اوٹھا کے دیکھا تو یہ کھلا
 سیپی موتی قطرہ دریا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 لکھن کھیلہ شے تیری شان مقدس ہے یارب
 دانا بنیاشنوا گویا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 معبود اور مقصود تو ہی ہے موجود اور شہود تو ہی
 فعل و فاعل اسم و مسمیٰ جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 بت مین تجانہ مین ے مین میخانہ مین کعبہ مین
 خوب بچھا کرہنے دیکھا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 جان گئے ہم چار عناصر کا چورنگی کہیل ترا
 مکین مکان در چوکھٹ پر دا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے
 ہوا ہے اب تک اور نہو گا تیرے سوا یاں غیر ترا
 اول آخر پنہان پیدا جو کچھ ہے وہ تو ہی ہے

کہین رحیم اللہ کہا یا کہین کہا یا تو محبوب
ہر شے سے ہے صاف ہویدا جو کچھ ہو وہ تو ہی ہے

اوس بے نشان کا جلوہ تو ہر ہر نشان میں ہے
جو دھونڈتا ہے تجھ کو اسکی ہی جان میں ہے
کیا کیا ترا ظہور خدا یا جہان میں ہے
دونو جہان کی سیر ہمارے مکا میں ہے
اعجاز کیا بہر اہوا تیری زبا میں ہے
فرقت ہے جسکو تیری وہ درد و غنا میں ہے

حق کو نجان صرف مکین لاسکا نہیں ہے
جانا نہ ایک نے ہی ٹھکانا تیرا صنم -
کعبہ میں شیخ ہے تو کلیسا میں برہن
سمجھو جو دل کو صاف کیا مثل آئینہ
کچھ تو نے کہہ دیا تو اڑے ہوش خلق
قرب ہے جسکو تیری خوشی ہو نہ غم آؤ

محبوب مرشد اب کوئی خواجہ رحیم سا
ملک دکن میں ہے نہ تو ہندوستان میں ہے

کہ جہان دیکھو وہاں اپنا پتا ملتا ہے
جب خودی خاکیں ملجائے تو کیا ملتا ہے
جسکو کامل کوئی قسمت سے گدا ملتا ہے
دیکھو سب اتھا قرآن میں پتا ملتا ہے
وان فقط علم کا ہر اک کو صلا ملتا ہے
تیرے اعمال ہی کا سمجھو صلا ملتا ہے

مدعی یہ تو بتا کس سے خدا ملتا ہے
دو نو عالم میں خودی ہی خدا کا ہوا ہوا
فیض سے اوسکے وہ ہوتا ہی حقیقی مومن
دید سے حق کی جو منکر ہو زیا کل رہو
جسم سے جان جدا ہو تو عمل پہر کیسا
ریخ و راحت کو نکر ذات خدا پر محمول

مرچکا مرنے کے آگے تو ہوا یہ معلوم
سچ ہے محبوب کہ حق بعد فنا ملتا ہے

ہر جائے ہر اک شے میں ہی جلوہ کنکاش
مین میں جو تو کہتا ہے کیا تیرا نشان
تو دھونڈ رہا ہے جی وہ جہین تہاں ہے
ہر لحظہ مرے پیش نظر باغ جنان ہے
جب ہم وہی فعل ہی ہو وہی جان ہے
ہے اُنہ عیان صاف جو کچھ راز تہاں ہے
الشان جسے کہتے ہیں وہ تھکی شان ہے
دیدار خدا جھکو بہاں ہے نہ وہاں ہے

جو نور خدا ختمِ رسلِ فخرِ زمان ہے
ہے ایک ہی اسکے سوا کون ہے باقی
کعبہ کو کلیسا کو نجا بہول کے غل
کتنی ہے شب و روز تصور میں کسی کے
غفا ہے یہاں غیر کروں نفی کسے میں
جو آپ کرتے ہیں فدا ذاتِ خدا میں
آنکھوں نے اُٹھتے پردہ غفلت سے یہ کھل جائے
جب تک تو نہو جھگڑے فارغِ مرنے تو کے

یہ بات بتادی ہے مرے پیر نے محبوب
موجود وہی ایک ہے سب وہم و گمان ہے

بنا بنا کے جو تو صورتیں مٹاتا ہے
تو جب کو چاہے اوسے در بدر پہناتا ہے
ہر آن ایک تھا ثناء نیا دکھاتا ہے
تو دیکھتا ہے کسی شے میں کس بنا تا ہے

خبر نہیں ہے کہ کیا تیرے ہاتھ آتا ہے
تو جس کو چاہے اوسے اُٹنا بنا تا ہے
عبث بجا تو مرے دم کو آنے چاہئے کہ
خدا کی ذات مقید نہیں ہے اے نادان

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------------|
| عدم کی بستی بسی رہتی ہے خدا کے | کہ وان سے کوی ہوتا تو کوئی جانتا ہے |
| نہیں ہے غیر کوی مین تو اک ہمیں ہمیں | کسی سے ہم کو قریب ہے اور نہ جانتا ہے |

بہری مین جلوہ دلدار سے مری آنکھ مین
کوی نگاہ مین محبوب کب سماتا ہے

منہ آگے ترے رخ کے جہتاب کا کالا ہے
کیا نور کے سانچے مین حقے تجھے ڈھالا ہے
ہے رنگ عجب تیرا کیا کوی تجھے جانے
ہر شے مین بھرا رہ کر پھر رب سے نرالا ہے
جس نور کا عاشق ہے اللہ بھی سودا سے
اوس نور مقدس کا دو جگ مین اوجالا ہے
کب ذل حقیقت مین ہو عقل کو اسے جانان۔
کم عرصہ میرا ہے رتبہ ترا اعلیٰ ہے
جانو نہ جدا ہر گز رب اور عرب کو تم
رہے نہ کامل عین اوس ماہ کا ہالا ہے
گر وصل خدا کا ہے شایق تو نہ بن ڈاکر
دے حق کو جسے تو نے سونا تے پالا ہے
ابلیس ترے درپے رہتا پتھر بنے دیے محبوب حمد تیرا اللہ تعالیٰ ہے

ہو کے کس سے بیان خوبئے صنعت تیری
 عقل حیران ہے مری دیکھ کے قدرت تیری
 ہے وہی کام کا جس شخص کی یہ حالت ہو
 لب پہ ہوتا م ترادل میں محبت تیری
 بندگی وہ نہیں حسین کہ ہوں ساجد سجود۔
 آپ کو صاف مٹا نا ہے عبادت تیری
 دل سے میں دلغ محبت کو مٹاؤں کیون کر
 یہ نشانی ہے تری یہ ہے امانت تیری
 یہ کہ کیون نہیں طاقت جو تجھے دیکھ کے
 ورنہ تو چہرے کے رہے یہ نہیں عادت تیری
 تو ہی باطن میں خدا ہے تو ہی ظاہر میں نبی
 جان چہاں کے کیا کوئی حکمت تیری
 وہی جنت ہے جسے کہتے ہیں تیری قربت
 وہی دوزخ ہے جسے کہتے ہیں فرقت تیری
 اون کے سوا علم پہ بھی تو نہیں کرتا شکوہ
 دل بیتاب ترے صدقے شرافت تیری
 بخدا کفر و ضلالت میں گذرتی مسیری
 مجھ پہ یا پیر جو ہوتی نہ عنایت تیری
 التجا بھی محبوب کی تجھے پیر مرے دم پیش نظر ہو مری صورت تیری

| | |
|---|--|
| نظر میں سمایا اک آئینہ رو ہے تعلین مٹا دے ہر اک شے کا زاہد بتا مجھ کو ہے جستجو کس کی اس دل عبادت ہی کیا وہ توجہ ہے نازا نہیں غیر تیرے سوا دوست را میں تو اپنے کو دیکھ آپ دل غیر سے ہو کسی پیر کامل سے اپنا پتہ لے دم نزع ہو لب سویا پیر جاری | جدہر کو میں دیکھوں ہی رو برو ہے کہ یارا اپنا جلوہ کنان چار سو ہے جو آوارہ تو در بدر کو بکو ہے تو ہے قیدہ رو دل ترا چار سو ہے وہ تو ہی تو ہے دیہونڈا مجھ کو ہے ہی تو تمازا اور غسل و وضو ہے بتھے حق کے پانے کی گرتے جستجو ہے یہی میرا مقصد یہی آرزو ہے |
|---|--|

ہوا وصل محبوب جس کو منہ راکا
وہ دونوں جہان میں سدا سرخ رہے

| | |
|--|--|
| ما سوائے کا پردہ جو اٹھایا ساقی کھل گئی ساری خدائی کی حقیقت پلیر دیکھنا آکھو سمجھا کرے اپنا مطلوب اگ دوزخ کی حرام اسبہ نکلیو نہ ہو جا تشنہ کام آکے یہاں ہوتے ہیر لاکھوں کچھ نہ دیکھنا نہ دکھایا مگر اتنا ہے خیال ایک ہی جام میں ہوش ہوا ہی محبوب | یون تو میخوار تھا پر آکھو پایا ساقی جام وحدت مجھ جو وقت پلا یا ساقی سیکدہ میں ترے زاہد اگر آیا ساقی شربت وصل جیسے تو نے پلا یا ساقی تو نے بھٹی کو تو اک بحر بنا یا ساقی خود کو بندہ جو سمجھتا تھا بہلا یا ساقی واہ کس پر دیکھیں وہ شوخ بن آیا ساقی |
|--|--|

فَمَنْ وَجَّهَهُ اللَّهُ شَانِ حَقِّهِ يَهَبُ بَاتِامُ الْكُتَابِ
 نجان کر کیوں ہوا ہے غافل عیان ہو وہ کجا بہین
 تمام عالم کا یون تو بخشندہ ہو خدائے کریم لیکن
 نثار توبہ کے اوسکے بایوں کہ بکاتقوا شبا بہین
 وہ شخص ہے تجہین عکس اوسکا نہ توجدا اُسے وہ شے
 منادے آئینہ خودی کو پراہو اکبے خوا بہین
 جَوَافِعُ اللَّهِ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا يُؤَيِّدُ سُبْحَانَ
 پھر اُسکو خوف و امید کیسا وہ اولیا کے سبب بہین
 ہے تَحْنُ اقْرَبُ كَاصْفٍ مَعْنَى مَلُوبٍ زَاهِدٌ تَوَهَّرَ يَهِي
 ہوا نہ مومن بنانہ کا قریب طرہ کے عذاب میں
 خدا ہے شاہد کہ جو خود دیکھیں بھرے ہیں وہ صحنِ احدا
 نثار میں اپنی بخود دی کے کہ خود خدا اس ججا بہین

پیار ہے جس نے نہ جام و حدت ہو جانے محبوب میرے حق کیا
 قسم خدا کی خدائی ساری اس ایک جام شراب میں ہے

جو ہے بے پیر دنیا میں ہر شے غافل ہے
 توحہ جسکو حاصل ہو وہ ذاتِ تمیز شال ہے
 خدا میں کہاں تجہین خط تو ایک عامل ہے

نہیں کچھ فائدہ اگر سوطر کا علم حاصل ہے
 من و نو کا بہتہ توحید تک چلتا ہے ایغافل
 سو افر کے کیونکر ادا تجہ ہے شریعت ہو

خدا کا خاص خلوت خانہ آرام کن ہے
جو وصل ہے وہ ہر دم اپنی صورت پائے
یہ جمع ہو حسینوں کا کہ جلا دو کی محفل ہے
جدا ہر مین دیکھتا ہوں ہنم میری مقابل ہے
جو جانے سے عرف کا بہید وہ انسان کا دل ہے
خدا کا قرب ہو ہر اک کو یہ سخت مشکل ہے
جدا جو سمجھے خود سے حق کو وہ کشمکش جاں
جسے تو کفر سمجھا وہ میرا یمان کا دل ہے

نذری اس میں جگہ نادان دنیا کے بکھیر و نکو
نہ وہ عاشق کی کا ہے نہ عاشق ہی کو بکھیر کا
کیا جو پاس نہی وہ خدا کی پاس جا پہونچا
تصور آئنا کا ہے سما یا دل میں کچھ ہے
جو رہ جاو بکھیر و غم میں ہو کسے وہ حیوان
فقیر و ن کے جو خیر نام انکو ہی مذاق اسکا
کرے انکا جو حق سے اوسکا نام پر کانٹا
جسے توحید تو سمجھا ہی وہ شریک ہی ٹھہرے

مثال آئینہ ہے تو اوس کا عکس ہے تجھ میں
تراش تجھ سے اے محبوب خارج ہے نہ داخل ہے

ملا وہ مجھ سے تو ہستی مری فنا کر کے
گر اپنی عمر گزاری خدا خدا کر کے
ہم شکوہ دیکھتے ہیں دل کی آنکھ وا کر کے
یہیں کی خاک بنوں آپ کو فنا کر کے
دکھایا پیر نے میرے مجھے بقا کر کے
رکھو جو دل صفت آئینہ صفا کر کے
گذر تو اس سے نہ پچا انا انا کر کے

رکھا تلاش میں برسوں مجھے جدا کر کے
وصال اس بت رونا کا ہو حال ایدل
ہر ایک شے میں ہے جلوہ ہر ہوا اٹھکا
چلاؤ درشتے تم پہ تجھ کو اے خواجہ
فنا میں جسکو سمجھتا تھا فہم سے اپنے
اوس کا جلوہ نظر سے جس گہری دیکھو
مقام وصل پر ہے انا و انت سے

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| یہہ بات سب میں کہان ہے جو ہوتے ہیں کل | خدا کو بند کیو بتلاتے ہیں جدا کر کے |
| عجب نہیں کہ ملے مجھ کو منزل مقصود | چلا ہوں عشق کو میں اپنا رہنما کر کے |

رہے خیال میں محبوب پیر کا ارشاد
بتاؤ بندے کو ہرگز نہ تم خدا کر کے

جگر پر درد دل بیتاب لب پر جان آئی ہے
بتوں کے عشق نے میری عجب حالت بنائی ہے
نہ دن کو چین ہے مجھ کو نہ شب کو خواب ہے مجھ کو
تری تصویر ہے میری آنکھوں میں سمائی ہے
پلٹ جائیں بلا پرشش نکیوں منکر نکیر اگر
لحد میں جب کہوں منہ سے محمد کی دہائی ہے
جسے دیکھا اسے مانند بسمل کر دیا مضطر
نظر کیا پائی آنکھوں میں بتوں نے تیغ پائی ہے
نجانو دم کو میرے بہید سے خالی عزیز و تم
عدم تک میری ہستی سے ہر اک لمحہ رسائی ہے
نرکھ اے چارہ گرداغ دل بیتاب پر مرہم
کہ یہہ دولت بہت مر مر کے الفت میں کمائی ہے
نہ آنے پائے محشر تک خیال غیر بھولے سے

یہی حسرت یہی ارمان یہی جی میں سمائی ہے
 برہمن دیر سے لکلا تو چھوڑا شیخ نے کعبہ
 الہی کیا خدائی ان بتوں کے ہاتھ آئی ہے
 دل مضطربت بیتاب ہے سیاب کی صورت
 وجود اوسکے سوا کس کا ہے یاں کس سے جدائی ہے

سوے مقتل روان ہے اک خدائی جان دینو کو
 جلو ہم بھی چلین محبوب قسمت آزمائی ہے

پیر میرا قاضی الحاجا تے
 میں ہوں قانی باقی اسکا ذراتے
 وہ تمہارے بھڑی کی راتے
 اسکو حق میں را حق ظلماتے
 ہر جگہ موجود اوسکی ذاتے
 رایگان زاہد تری اوقاتے
 مرجا ہر نفی بھی اثباتے
 پھر جہان دیکھو اسکی فزاتے
 موتے ہکو نہ ایسکراتے
 ورنہ تو اور کیا تری اوقاتے

حل مطلب کون مشکل باتے
 مشغلہ مجھ کو یہی دن راتے
 خلق میں شہو جو سکر اتے
 کور باطن جبکا ہووے راہبر
 دیکھنے کی آنکھ ہو تجہین تو دیکھ
 من عرفک جب تک سمجھا نہیں
 خواجگان چشت کے دربار میں
 جب دونی کا دل سے پردہ اٹھ گیا
 عشق میں مرنیکے آگے میرے
 چشم حق سے دیکھ چکی دید کو

حضرت محبوب اب تم جی چکے ہر دامن اون کی پوری گھاس ہے

ہو تجھے مہر خموشی گفتگو تکرار کی
ہو تو میری دلمیں خواہش اپنی ہی دیدار کی
ہو زبان میری کہ کبھی معدن اسرار کی
صاف مٹ جائیگی دل سے خواہشیں دیدار کی
سیر مجھ کو کیون خوش آ یا کرے بازار کی
صاحب تقلید جانین قدر کیا اشعار کی
اگلی اجسام خودی معنی ہی یہ فطارت کی
اوسکو پہر تئیر کیا مجبور کی مختار کی

تو ستے واعظ اگر باتیں مرے دلدار کی
نام کا ناظر ہوں لیکن کام کا منظور ہوں
دو نواں ہے یہ میں یا میں باب گنج معرفت
جسے دیکھا ہونہ حق کو پیر کو دیکھے میرے
دید و حد تک کیا کرتا ہوں کثرت میں آ
جو میں ارباب حقیقت شناسی میں میرے
بہول بانا آپکو روزہ اسبکا نام ہے
من صرف کرار سے واقف ہو جب تک کوئی

صورت منصور انا الحق کیون کہے جاتے ہو تم تمکو اے محبوب ابھی آزر و ہے دار کی

ورنہ مرید اور نشان محمدی
اے مشر کو نکا لوگمان محمدی
چلتی ہے مرشد و نین دکان محمدی
باطن میں حق عیان ہی نشان محمدی

مرشد وہ ہے کہ حسین ہوشان محمدی
حق ہی رہے رسول بھی ہوا کے خور
سودا خرید و حشر کا اے زاہد و بہان
ثابت ہوا حدیث ہلا میم سے مجھے

| | |
|-----------------------------------|---------------------------------|
| طیبہ کو جا کے کسے رحمت اُٹھائے | ہم دلو کو جانتے ہیں مکانِ محمدی |
| گفتار شیخ کی جو سنو تم یہہ جان لو | گویا ہوا ہے حق بزبانِ محمدی |

محبوب اب جہان سے ملکِ عدم چلو
گر تم کو ہے تلاشِ میانِ محمدی

سُنا ہے بے نقاب اس بُت کی صورت ہونیوالی ہے
قیامتِ خلق میں پیش از قیامت ہونیوالی ہے
وہ کافر بے نقاب آنیکو ہے سیر و تماشا کو
قیامت میں قیامت پر قیامت ہونیوالی ہے
لحڑ سے اضطربِ دل ترے کوچہ میں لائے گا
پس مردنِ یہہ اک مجھ سے کرامت ہونیوالی ہے
ستگر میں ترے جو روستم تنہا اوٹھاتا ہوں
مری ہمت پہ اک دنیا کو حیرت ہونیوالی ہے
ارے ظالم نہ گھبرا فتنہ روزِ قیامت سے
تری تعریف اور میری شکایت ہونیوالی ہے
وقا پر میں رہوں قائم جہاں پر تم رہو قائم
جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو گا قیامت ہونیوالی ہے
تری مغل کی دعوت بھی عداوتِ خیر ہے ظالم

رقیبوں سے مجھے صاحب سلامت ہونیوالی ہے
 بڑھا جاتا ہے ضبط و اب اُن کو رقیبوں سے
 جو میری ہے وہی اُنکی بھی عادت ہونیوالی ہے

کسی کو غم کسی کو درد ہے عشاق سے اُن کے
 مگر محبوب تیری اور ہی گت ہونیوالی ہے

| | |
|--|--|
| جام وحدت جب بلایا یار نے ہو کے خود مولا پس پردہ کہین سکتے ہی میں آپ سے باہر ہوا میں کبھی تھا خوش کبھی غمگین رہا پہلے شہ رگ سے مرے نزدیکتر کنت کنتر اسے جو نکلا سیر کو | میری ہستی کو مٹایا یار نے آپ ہی بندہ کہا یا یار نے رمز کجہ ایسا بتایا یار نے مجھ کو کیا کیا آزما یا یار نے دریدر ناحق پہرایا یار نے جلوہ دورنگی دکھایا یار نے |
|--|--|

شکر ہے محبوب یہہ اچھا ہوا
 ہم کو جو بندہ بنا یا یار نے

جب سے دل میرا شراب عشق سے مخمور ہے
 اٹھکئی ظلمت سراپا نور سے معمور ہے

مے پنا اپنا تو کر دے حق کی الفت میں فنا
 عمر دور و زہ پہ اسے دل تو عبت مغرور ہے
 سطرف دیکھا نظر آیا مجھے جلوہ ترا
 دو تو عالم مجھ کو اپنے حق میں کوہ طور ہے
 اِنَّمَا كُنْتُ مِّنْ سَفَرٍ یَّہِیْہُ ہوا می حاصل مجھے
 میں ترے نزدیک ہوں اور کب تو مجھ سے دور ہے
 تجھے جو ہوسے ہیں صادر فعل وہ تجھے نجان
 ہے وہی ہر فعل کا مختار تو مجبور ہے
 حق کو دکھلانے کا دعوے کفر ہے اے شیخ جی
 کون یاں حق کے سوائے ناظر و منظور ہے
 لامکان کی سیراک پل بہر میں کر آتے ہیں ہم
 زاہد و ن کے حق میں یہ منزل کڑی ہو دور ہے
 باقی باللہ جو ہیں وہ کرتے نظارہ ہیں ترا
 ورنہ دیکھے ہر کوئی تجھ کو کہان مقدور ہے

رب کو ظاہر کر کے اے محبوب خود ہو جا تہاں
عارفان حق جو ہیں اُن کا یہی دستور ہے

نجانو تم کہ کیسکے مین ہم بناؤ ہوئے |
 ورم سو آپ ہی ہستی مین ہم مین آئی ہوئے

| | |
|--|--|
| <p>کہلا جو تھک کے تری راہ عشق میں بیٹھا صلوٰۃ و صوم مبارک ہو زاہد و تم کو اگر وہ بام پہ آجائیں حشر ہو بر پا فراق جنکو ہے تیرا وہ شور کرتے ہیں کسی سے کیا کہیں قالو بلے کی باتو نکو</p> | <p>خودی ہو جن میں کیونکر یوں تھکوا پاؤ ہم اپنے یار سے بیٹھو میں دل لگائے ہو لقاب میں نہیں ہو جو متہ چہلے ہو خوش رہتے ہیں وہ جو ہیں تھکوا پائے ہو ہم ہی کہائے ہو یں ہم ہی سائے ہو</p> |
|--|--|

جو یاد خود کی ہے وہ یاد حق ہے اے محبوب
خودی میں رہتے نہیں ہیں خدا کو پائے ہو

| | |
|---|---|
| <p>عیان جلوہ ہے ہر فرد بشر سے فنائی اللہ کی منزل ہو سیٹے جو ہیں مردان میدان محبت انا من نور سے واقف ہو جائے ملی ہم کو حیات جاودانی نہ اوسیکے زیر فرمان ہیں دو عالم سرایا نور ہے جسم مبارک خلاف حکم مرشد جو کسے کام بجز اپنے پتہ چلتا ہے کس کا کہان پہر عبد و ربکی اسکو تمیز</p> | <p>وہ کیونکر چھپ سکے اہل نظر سے مرا سر گھس گیا جب سنگ دوسے وہ راہ عشق میں چلتے ہیں ہر سے وہ لمبائے نہ کیوں خیر البشر سے پیا لہ جب ملا خواجہ کے گھر سے اگر دیکھو حقیقت کی نظر سے پتہ ملتا ہے حضرت کی کمر سے تکیوں اوپر خدا کا تہرہ سے سلف میں تخم تھے اب ہیں شجر سے نہو آگاہ جب تک خیر و شر سے</p> |
|---|---|

اونہیں کیا کام ہے عیب نہ ہر سے
نہ تھا اول تو اب آیا کدہر سے

نظر توحید پر ہے جن کی قسایم
غلط فہمی تری اچھی نہیں یہ

متناس ہے یہی محبوب سیر ی -
نہ نکلے صورت مرشد نظر سے -

عیان ہے صاف پوشیدہ نہیں ہے
تو پھر حق جسلوہ گر ہے تو نہیں ہے
جدہر وہ بین او دہر میری جبین ہے
جو ہے علم یقین عین الیقین ہے
مکان دل میں ترے وہ مکین ہے
گریبان ہے نہ باقی آستین ہے
جہان ہم بین مقابل وہ وہین ہے
سمجھ غافل کہ جو کچھ ہے یہین ہے
وہی ہے آسمان وہ ہی زمین ہے
کہ تجھسا کون دنیا میں حسین ہے
تری شہ رگ سے وہ بالکل فہرین ہے
وہی حق میں مرے عرش برین ہے
اونہیں کا نام لیوا کتہرین ہے

غلط کہتے ہیں وہ پردہ نشین ہے
خودی باقی نہو گر تجھ بین ایدل
مبارک قبلہ روئے تجھ کو زاہد
جو سمجھا خود کو اوئے تجھ کو پایا
جسے تو ہو کے غافل دھونڈتا ہے
جنون عشق نے کی ہے یہ حالت
خیال آیتماجب سے سما یا
عمل کے ساتھ ہے فردوس و روض
نزولی اور عروجی ہے یہی سیر
تو خود کو دیکھ آئینہ میں دل کے
جد اب تجھے نجان او کو تو ہرگز
جسے تحت الشری سمجھا تھا میں نے
رحیم اللہ شاہ کہتے ہیں جن کو

ہے مذہب عشق اپنا پھر تو محبوب
کہان ذکر نسب اور کفر و دین ہے

تو خود عشق سے آپ ہی حسن ہو کر تو یوسف ہو آپ فریدار ہو
جلالی جمالی بین دورنگ تیرے کہین نور تو ہے کہین نار تو ہے
تو مولائے میرا میں بندہ ہوں تیرا بچا بچے تو نے تو میں ہی ناچا
تو ہے گل غسال اور میں ہوں مردہ میں مجبور ہوں اور خوار تو ہے
فنا کی بھیری بقا کی بھرے زمین آسمان جبکہ ہوں نور تیرے
جد ہر آنکھ اوٹھائی اودہر تجھ کو یا یا صفت ذات فعل اسم اشارت ہے
گمان و یقین کو بچھا کر جو دیکھا ظہور احدیت اور وحدت کا پایا
کہین بخبر خود ہی سے خود بنا ہے کہین عشق میں اپنے سرشار تو ہے
نہ بندہ نہ رب ہے تری ذات نادان کھلے راز خود کا تو ہوگا پیشا
وہی کفر ہو جائیگا تیرا ایمان ہمیشہ بدل جس سے بیزار تو ہے
دو عالم میں جانا تیرا غیر کب ہے نہ تھا پیشتر اور نہ ہوگا نہ ابے
لباس عدم کو پہن کر سراپا ہوا جبک میں ہر جا نمودار تو ہے
بھی عرض ہے تجھ سے میری خدا یا مرے تمنیں جب تک ہوتا دم کا
نہو اپنی ہستی کی مجھ کو خبر کچھ رہے دم سے جاری کہ ہر بار تو ہے
نہیں ہے کوئی نوشتہ گو عاقبت کا بہر و سہ گری تو تیری کرم کا
نظر نہ مصیان پہ محبوب کے تو سنا ہو کہ اللہ شائق ہے

| | |
|---|--|
| جس لوہ یا ر نظر آتا ہے بے ترے باغین جباتا ہوں مئے وحدت سے یہاں ہر ذرہ مثل آئینہ صفا کر دل کو برسون بے ہوش ہا کرتا ہوں مجھ کو ہر شے میں تمہارا جلوہ ہے جنہیں چشم بصیرت اونکو دو جہان میں بلباس دیگر | بخت بیدار نظر آتا ہے گل ہی اک خار نظر آتا ہے مست و سرشار نظر آتا ہے دیکھ ابھی یار نظر آتا ہے تو جو اکبار نظر آتا ہے آئینہ وار نظر آتا ہے وہ نمودار نظر آتا ہے اک وہی یار نظر آتا ہے |
|---|--|

رستی سب میں مگر تو محبوب
اک گنہگار نظر آتا ہے

بنے ہیں آپ جب رہبر معین الدین اجمیریؒ
ہر اک ناجی نہو کیونکر معین الدین اجمیریؒ
سیادت سیادت ہے ولایتی ولایتی ہے
بھرے ہیں آپ میں جو ہر حسین الدین اجمیریؒ
جو پہنچا آپ کے در پر ہوا وہ وصل مولا
ہوا ہے تجربہ اکثر معین الدین اجمیریؒ
نگاہ سیف سے جب خاکدان ہے غیرت گردن

نکلیوں ذرّے بنے اختر معین الدین اجمیریؒ
 عقیدت مند روضہ کو ترے فردوس کہتے ہیں
 رہے اجمیر گھر دو نیر معین الدین اجمیریؒ
 شہنشاہ بادشاہوں کا وسیلہ ہے گداؤں کا
 بنا ہے ہند کا اختر معین الدین اجمیریؒ
 ولی تو وہ کہ تیرا انبیا کے ساتھ محشر ہو
 کوئی کیا ہو ترا ہمسر معین الدین اجمیریؒ
 جگر میں دلغ دلمین درد ہے مشتاق دید آنکھیں
 بھرے ہیں آپ کے سب گھر معین الدین اجمیریؒ
 کہیں خواجہ معین الدین کہیں خواجہ حسینؒ
 بدلتے روپ ہیں اکثر معین الدین اجمیریؒ

ارادہ جب نکلیں کا کرے جان تن سے اے محبوب
 تو ہر دم ہو مرے لب پر معین الدین اجمیریؒ

| | |
|--|---|
| <p> گھر یہ تو کینے بھی سجا ناق ہویدا ہی تو پھر ایدل نالقی کا عبث تیرا دیوہی بھلا فرمائیے پھر آنکھوں کی حنبت کی پڑا ہی سجا تو نہیں خدا ہی کون کس کا نام بندہ ہی </p> | <p> نظر میں غافلون کی ظاہر اک شے متعادل من و تو سے پری ہے شان ات کبریا کی میسر ہے جنہیں بد ار حق ہر وقت عالمین میں مجوزات ہوں مجھ کو خبر مطلق نہیں اپنی </p> |
|--|---|

وہ کافر ہی کہا جس نے کہ تھکو ہمیں دیکھا ہے
 جواب آسا ہی میری ذات تیری اٹکیا ہے
 وہی معشوق در پردہ ہی خود آپشید ہے
 وہی وحدت کی منزلیں محمدؐ خود بن لیا ہے
 جہاں میں حبیبے ایجاں جہاں تو جلو فرمایا ہے
 عبادت پہنچو حسینؑ جلوسے نہ سجد ہے
 مری آنکھیں مدینہ میں تو دل ہی ایک کیا ہے

مقام دیدین کب دخل ہے رائی و مری کا
 جد اہوں شکل میں کیک صرافت میں ملاقی ہوں
 نکر لے شیخ دعا عاشقی کا حسن پر اسکو
 جو ذات پاک کہلایا احد تھا گنج مخفی میں
 جد ہر میں نہ بچتا ہوں تھکوا ہر اک شریں باتوں
 جو عاشق ہیں یاد حق سودم ہی نہیں غافل
 وہی ہر لامکان میں جس جگہ رہتا ہوں اوزار

حیات و موت بس اک کہیل ہے محبوب کے حق میں
 کہ دن بہر میں ہزاروں بار مرتا اور جیتا ہے

دل گیا پاس سے تو درد ہے دلکا باقی
 بخود دی میں بھی وہی تھہری ہر پردہ باقی
 تھا نہ قبل اسکے نہ اب ہے نہ رہیگا باقی
 فانی کہتے ہیں کسے نام ہی کسکا باقی
 تیرے جلوہ کو رہے دیدہ بینا باقی
 فانی بہر اک فقط آپ کو دیکھا باقی
 جس دنیا میں رہے نام ہیشا باقی
 ملکہ بھی اون سو ہے ملینکی تمنا باقی

رہی کوئی نہ کوئی بات خدا یا باقی
 فائدہ کچھ نہ ہوا ہو کے خود لیے فارغ
 دو نو عالم میں کوئی تیرے سوا ایسا
 ذات سے جس کو تعلق نہ ہو وہ کیا جانے
 میں رہوں یا ترہوں غم نہیں چھوٹا
 دیکھ کر کارگہ بیچ کو یہ حال کھٹلا
 درگزر و رد و وظائف سے کوئی کام کر
 اک قیامت ہی مجھے روپ لٹا لٹا

تو وہی عشق ازل حُسنِ ابد ہے محبوب
مرکے بھی کیوں نہ رہے خلق میں چرچا باقی

مجھ کو مجنون بنا دیا کئے
تو نہیں تو جگا دیا کئے
خود سے خود کو بہلا دیا کئے
پھر جواب بہلا دیا کئے
رنگ اپنا جما دیا کئے
خود کو اپنا پتہ دیا کئے

جلوہ اپنا دکھا دیا کئے
غیند میں میں خود کی بخود تھا
اعدا و احمق کا بھید بتا دیا کئے
کہیں کئے الست کی باتیں -
دل سے سیرنگیان میں ساری
کہیں طالب کہا کے پیر کہیں

جسام و حدت بلا کے اے محبوب
رنگ ہستی مٹا دیا کئے

تو نے گر رنگ خودی صاف مٹائی ہوتی
کیون نہ تصویرِ صمِ دل میں سمائی ہوتی
بلغ وحدت کی ہوا تو نے جو کہانی ہوتی
غیر کثرت سے کیوں صاف رہائی ہوتی
عبدِ مہر نہ ہو تو وہی حق ہے ہمہ اوست
ورنہ الحاد سے کیونکر نہ برائی ہوتی

مردہ دل ایک بھی باقی نہ جہان میں رہتا
 تم نے پردے سے اگر آنکھ لڑائی ہوتی
 بے سبب کے سبب کا ہوا تین کیونکر
 ذات خلاق نہوتی تو خدا کی ہوتی
 اپنی ہستی کو اگر بہتے سٹایا ہوتا
 اس طرح بار میں ہسمین نہ جدائی ہوتی

لب پہ لاسے نہ ہم زورست کا لفظ ہے محبوب
 تم نے تعلیم اگر پیر سے پائی ہوئی

جب تک نہ آیت تیرے دکھا صفا ہے
 ممکن ہے وہ بہا نہیں زندہ رہا ہے
 دل میں خیال آنکھوں میں جلوہ ترا ہے
 گم کر دے آکھو تو خدا ہی خدا ہے
 ایسا نہو غلام کہیں ڈھونڈ تیرا ہے
 جب تک نظر میں تیرے جا آیت ہے
 ہے شرک یہ کیا نام کہ تو اور خدا ہے

کس طرح سامنے تیرے وہ منہ لقا ہے
 ہستی کو اپنی صاف مٹا دی جو آیت
 سودا کے داغ سر میں ہوں لکے تیری ثنا
 رکھ کر خود میں کس لیے بہتر ہے در بدر
 یا پیر حشر میں ہی ترا ساتھ ہو نصیب
 صورت سوانہ اپنی آپ رہیگا تو بے خبر
 توحید ہے وہی کہ نہ کوئی غیر حق

محبوب میں جو ترک تعلق پہ آچکوں
 اوس سے جدا نہ میں نہ وہ مجھ سے جدا رہے

افسوس ہے اُنپر کہ جنہیں بخیر ہی ہے
گلشن ہے وہی ہ ہی نسیم صحری ہے
ہر چیز میں موجود ہے ہر سب سے بری ہے
یہہ تجہیں کراہت ہے کہ جادو نظری ہے
جو چیز ہے مخلوق میں آخر سفری ہے
انسا تو نہیں انسان ہی پر یونہی ہے

کس شے میں یگانہ تری جلوہ گری ہے
گل ہے نکوئی اور نہ بلبل ہے کوئی اور
کیا جان سکے کوئی طلسمات کو تیرے
جو سامنے آیا وہ ہوا سپر زمانہ
لازم نہیں انسا نکو خوشی مرگ عدو پر
ہر رنگ سی ہر چیز میں ہے یار کا جلوہ

سب لوگ کہان صاحب عرفان تو وہی ہیں
جو کہتے ہیں محبوب کی ہر بات کہری ہے

ہر گہری تھکوری مجھ کو تیری یاد ہے
قید ہستی سے نکیوں اپنی وہ آزاد ہے
ہو فنا ایسا کہ تو ہو نکوئی یاد ہے
دید سے شاد کوئی اور کوئی ناشاد ہے
رات دن کیوں کمین میں تیرے صیاد ہے
عمر بھر عشق میں ناتق ترے برباد ہے
لطف ہو ساتھ مرے گروہ پر نیراد ہے
جسکے تو ساتھ رہی اور تو جسے یاد ہے
تبع کہنے ہوئے سر پر ترے جلا دے

ساقی میخانہ ہمیشہ تر آباد ہے
جو ہوا در کا ترے دل سے غلام یگانہ
دہر میں ڈاکر و مذکور کے چرچے کبتک
صاف ظاہر ہے وہ یہہ اٹکانہ ہے ہنشا
الفت گل میں مٹ جائے جو تو بلبل دل
ولے نادانی و غفلت کہ نہ لی اپنی خبر
تہن جینے کامز نہرل بیکٹائی میں
خوف و وحش نہ او سے خواہش نہت یا پر
کہدے محبوب ناختمی تجھے کیا غم ہے اگر

مجھ کو جو کچھ نظر آئے کہوں جانان ہی
 زائد امیرے لڑخار معینان ہے ہی
 قرب گہڑی ہن اسے وصل کا سامان ہی
 ہے مری دلمین تو لبس حسرت ارمان ہی
 قال یزدان ہی قول بزرگان ہی
 دین و ایمان ہی معنی انسان ہی
 غیر حق کوئی نہو معنی عسرفان ہی
 جان اسکا نہ تو بندہ کہی جان ہی

کوئی شے اس سے نمبرانہو عرفان ہے ہی
 غیر کو دیکھنا اور غیر کا رکھنا ہی خیال
 اپنی ہستی کو فنا ہستی حق میں کرنا
 جلوہ آنکھوں نہیں ہوا ورت ترا ذکر دہام
 تری ہستی رہی جب تک تو نہو شکر سے پاک
 جاننا آپ کو اور مر نیکی لگے مرنا
 نہو تبدیل حقیقت کسی شے کی اوپر
 دیکھتا بولتا سنتا جو ہی تیرے نہیں

دیکھ کر شعر مرے کہتے ہیں محبوب احباب
 شور سنتے تھے بہت حس کا وہ دیوان ہی

نہیں ہے جہان سارا ایک اسکی ہستی ہے
 ورنہ تیری ہر طاعت عین بت پرستی ہے
 قلب آدم اے زاہد اک عجیب لبتی ہے
 جسکے واسطے خلقت ائدن تری ہے
 آپ کو مٹا دینا خود خدا پرستی ہے
 خاص جام وحدت کی جس کی کو مستی ہے
 ہنسنے دے جو امی محبوب ایک خلق نہیں

جہوڑ دے جو کچھ ابدن تمہیں خود پرستی ہے
 ذبح مرغ سا ہو جا جبکہ تو کہتے تکبیر
 جز خدا کہی اسمین غیر کو نہ آنے دے
 غور سے جو تو دیکھے وہ نہان تجھی میں ہے
 وہ ہی ہی کوئی طاعت حسین ہوتی ہو اٹھ بیٹھ
 کیوں نزول فرمائے پہر وہ واحدیت میں
 رکھکے بار کو آگے سر کو رکھدی سجد میں

ظہور احمد والا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
 کہین ادے کہین اے کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
 کہین مے کہین بھٹی کہین ساقی کہین ساغر
 کہین خود آپ متوالا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
 کہین گلشن کہا یا اور کہین مالی کہین بلبل
 کہین ترس کہین لا لا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
 کہین خود عشق میں اپنے ہے آپ ہی مست و بخود
 کہین کرتا ہے خود نالا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
 وہ گرچہ ایک ہے پر اسکی ہیں نیرنگیان لا کہون
 کہین گورا کہین کا لا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے
 کہین وامق کہین عذرا کہین شیرین کہین فریا
 کہین مجنون کہین لیلا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

کہین محبوب کہلایا کہین خواجہ رحیم اللہ
 کہین بندہ کہین مولا کہین کچھ ہے کہین کچھ ہے

ہے کون غیر تیرا نادان وہ تو ہی تھے
 دل ہو ہی ہو ہی تیرا اور جان ہو ہی ہو ہے
 کہتا انا ہے وہ ہی جس سے ہند کہو ہے

تو جستجو میں کی آوارہ کو کہو ہے
 آئینہ ذات کا تو منظر صفات کا تو
 زاہد انا ہو میں کب فرق ہی سر مو

حق مجھ میں ہیں ہوں چھین چھین کر کل میں تو
 باز آدنی سے غافل کیسی ہے تیری خواہ
 حیران ہوں جلوہ فرماں زمین میں کہ تو
 مفضل ہوں تو فاعل میں کیا ہو تو ہی
 قرآن میں خود خدا نے فرمایا وابتغوا سے

کیا حال پوچھتا ہی تو قرب حق کا مجھ سے
 ہے کون اس سوالیان کہتا جو غیر حق ہوں
 تو آئینہ ہے میرا میں آئینہ ہوں تیرا
 اشتباہ طاعت جب ہو تو جان لے یہ
 بیعت کا کیوں ہو تنگ زاہ یہ کیا ندیکھا

محبوب یہ تو بتلا کس رخ کرو نہیں سجدہ
 کرتا نظر جد ہر ہوں حق میرے روبرو ہے

اوسیکو جلوہ گر پاتا ہوں ہر میں
 سما یا جب سے تو میری نظیر میں
 بھری قدرت خدا کی ہے بشر میں
 کہ جیسے شمس کا پر تو تیر میں
 کہو کیا کچھ نہیں ہے اپنے گہر میں
 سویدا مرد ملک تار نظیر میں
 بشر حق میں ہے اور حق پہ بشر میں
 رہے راضی اگر نفع و ضرر میں
 سمجھ لے ہے بڑا دھوکا سفر میں
 پتہ دو کا کہان ہو کے نگر میں

ملک کیا حور کیا جن و بشر میں
 نظر آیا نہ کوئی غیر تیرا
 کرے مرد یگو گزندہ غیب کیا
 نہ داخل مجھ میں وہ مجھ سے نہ خارج
 بر لے سچ حرم کو جائیں کیوں ہم
 جہان چاہو رہو مرضی تمہاری
 کہان کا قرب غافل بعد کیسا نہ
 اوسیکو جائے مومن حقیقی نہ
 اگر ہو غیریت ہمراہ تیرے
 نفی کیا کون نافی کس کی منفی

| | | |
|--------------------------------------|--|--|
| | رحیم اللہ ہے اے محبوب تیرا نہ رہ عھیان کے تو خوف و خطر من | |
| | لے کہبر یا سا نور یا ہماری رے پار لاگے نور یا ہماری رے | |
| کثرت میں سیر کرتے ہیں حد تکی ہم مدام | روزہ نماز ہی بس اپنی صبح و شام | |
| | ناہین ہم کا کہبر یا ہماری رے | |
| گذا را جو فعل نسبت و ہم و نشان سے | پایا مکان پہنچے پیری لا مکان سے | |
| | چھوٹی ہم سے نگریا ہماری رے | |
| آلان گماکان ہماری ہو حقیقت | یہ بات بتائی جو ہو پیرو الفت | |
| | بڑھ گئی اب عمر یا ہماری رے | |
| مکار و شوخ دیکھے میں تجسیر بہت ہی کم | اکھو بیٹھے ہستی اپنی صنم تجھ کو پا کے ہم | |

| | | |
|--|------------------------------------|--|
| | لڑی جب سے نجر یا ہماری سے | |
| مانڈنے کے ہم ہیں تو تانی ہو تم بجا | جب تم نہو پہر کہاں نے کالگے پتا | |
| | تم سے باجمت بالسر یا ہماری سے | |
| آیا نہ دوسرا میں نظر کوئی دوسرا | ہر ذرہ حق میں اپنی ہے آئینہ بگلیا | |
| | رنگی جب سے چند ر یا ہماری سے | |
| محبوب کچھ جو آنکھ میں جد نکالو رہے | ہر شے میں دیکھئے تو اوسکی ظہور ہے | |
| | یون ہی گزری عمر یا ہماری سے | |
| <p>محمّد در شان مولائی و میر شادی حضرت خواجه رحیم اللہ شاہ چشتی القادر مین و کمبہ طلہ العالی</p> | | |
| با صفا و با خدا خواجه رحیم اللہ شاہ | حق رس قرآن شاہ خواجه رحیم اللہ شاہ | |

| | |
|--|--|
| رہنما و حق نما خواجہ رحیم اللہ شاہ | مصدر صدق و صفا خواجہ رحیم اللہ شاہ |
| | مستی و سبے ریا خواجہ رحیم اللہ شاہ |
| خاندان حبیبی کے عارف و کامل حبیبنا ذکر حق میں آنکھی اکسان ہی بیداری عوآ | سارے عارف و رہبرین آریا پان آفتاب تختہ پر ہی کہ حضرت آپ اپنے میں جواب |
| | شاعری ذکر خدا خواجہ رحیم اللہ شاہ |
| ذی ہنر ہر فن خمی ہر فن ہی نسب میں ذی کمال سبے دیکھا ہر توجہ میں ہی حضرت کے یہ حال | دیکھئے جس فن میں حضرت تلو میں اک بھیتال آپنے ڈالی نظر جس کپا اسکو حلال |
| | کہتے ہیں نام آپ کا خواجہ رحیم اللہ شاہ |
| آپنے دم بھر میں کو جا لکن کامل کر دیا گم نہوں کو جانب حق صاف ٹٹل کر دیا | ہمنے دیکھا بیداروں کو صاحب دل کر دیا سارے بد اعمال کو نیکو نہیں شامل کر دیا |
| | مرحبا صد مرحبا خواجہ رحیم اللہ شاہ |

| | |
|---|--|
| آپ سے آئی او بہر کج صیبت کے غریق مل گئیں میری بلا میں جینا نام شفیق | دیکھنا محبوب الیہ ہوتے ہیں ہر طریق بنگیا خادم زمانہ حضرت ایسے ہیں خلق |
| | کہد یا حبیب منہ سے یا خواجہ رحیم اللہ شاہ |
| <p>مختار علی شاہ چشتی القادری المتخلص بـ وطن فی اللہ مراد</p> <p>مختار علی شاہ چشتی القادری المتخلص بـ وطن فی اللہ مراد</p> | |
| تو کیا جھگڑا مٹے ماوشما کا اوسے دیدار ہو کیونکر خدا کا | اوتھے جب تک نہ پردہ ماسوا کا نہ پکڑے ہاتھ جو اہل صفا کا |
| | ندیکھا جس نے چہرہ مصطفیٰ کا |
| دورنگی چھوڑ کر اک رنگ ہو وہ کیا پائیگا ایلّا اللہ کے سر کو | سمجھ کر رمز ہی وھاو ہو کو رہے باقی خودی حسین تو سمجھو |
| | نہ لایا فہم میں جو بھید لا کا |
| | |

| | |
|-------------------------------|--------------------------------|
| نہیں حق کے سوا مقصود کوئی | نہیں حق کے سوا معبود کوئی |
| نہیں حق کے سوا موجود کوئی | نہیں حق کے سوا مشہود کوئی |
| یہی مطلب ہے لفظ ماسوا کا | |
| بنے ہیں جنکے باعث دو لو عالم | ہو مجہ سے کیا بیان ذات اکرم |
| پہرین کیونکر نہ گرد مصطفیٰ ہم | سمجھتے ہیں انہیں اپنا خدا ہم |
| یہی کتبہ ہے ارباب صفا کا | |
| کہ ہر اک شے ہے باقی کی نشانی | بتا ایدل میں سمجھوں کس کو فانی |
| یہی ہے کیف مدخل کی معنی | کہلا راز حدیث من را دنی |
| جہان سایہ ہے اوس نور خدا کا | |
| نہ کہہ خود کو کہی بندہ کہی رب | سمجھہ خود کو ابھی سمجھگا تو کب |
| کہلیگا عقدہ لا عبد ولا رب | تو خدا کا ہی ہے خاضع مطلب |
| اگر پردہ اوٹے ماوشما کا | |

| | |
|--|---|
| ہو واجب کشف الانسان ستری ضیاء لمین سمائی پھر کچھ ایسی | خبر چھو رہی مطلق نہ اپنی نظر آتی ہے ہر سو شان حق کی |
| | مقابل آئینہ ہے اینسا کا |
| جنہیں چشم حقیقت ملگئی ہے اسے جو سمجھے وہ حق کا ولی ہے | وہ کہتے ہیں ہر کشتی میں وہی ہے خدا آئینہ شان نبی ہے |
| | نبی آئینہ ہے شان خدا کا |
| اگر محبوب کوئی تجھے پوچھے حواس خمسہ کو باطل جو کرے | بتا دے صاف معنوی زندگی کے وطن ہے ہر کھانی اوس کو حق سے |
| | ہو جو آشنا اپنی صدا کا |
| | خمیس دگر |
| یوں تو عاشق ہی مر جان نہ مانے تیرا | ہے مگر اور ہی شے چاہنے والا تیرا |

| | |
|--------------------------------|---------------------------------------|
| مین ہوا کپ گم کر کے شناسا تیرا | کیون نہ ہر پل مجھے حاصل ہوں نظار تیرا |
|--------------------------------|---------------------------------------|

| |
|-------------------------------------|
| دیدہ میرا بھی بعینہ ہے جہرو کا تیرا |
|-------------------------------------|

| | |
|--------------------------------------|----------------------------------|
| درحقیقت سے کسی دخل تری خلوت میں | کا میا بی نہوی ایک ہی خلقت میں |
| کوئی حیران ہی وحدت میں کوئی کثرت میں | صورت عکس ہے ہر شخص یہاں حیرت میں |

| |
|--------------------------------|
| آئینہ ہی نہیں اک محو تاشا تیرا |
|--------------------------------|

| | |
|---|------------------------------------|
| خود سے واقف نہ ہو جب تک وہ تجہی کیا دیکھی | ور نہ توحید میں درنگی کے جھگڑے کیے |
| تو چہی لا کہہ مگر دیکھ ہی لیتا ہوں بجھے | دیدہ و دلمین نظر صاف آتا ہی مجھے |

| |
|-------------------------------------|
| گھر جو سرا ہے وہ ہے آئینہ خانہ تیرا |
|-------------------------------------|

| | |
|--|---|
| دونو عالم جن کچھ ہی وہ ہی تیرا ہی ظہور | کون ہی شے جو نہیں توں سو تیرے معمور |
| میں ہوں کب تجہی جدا اور تو کب مجہی دور | عالم غیب میں ہی تجہی کو سمجھتا ہوں حضور |

| |
|--|
| بند آنکھ میں میں پہ کرتا ہوں نظار تیرا |
|--|

| | |
|--------------------------------------|----------------------------------|
| غلطی کرتے ہیں جو جانتے ہیں ایک کو دو | کیسی توحید کہ مطلوب اگر ہوتا ہو |
| کیون پریشان ہوں نہیں صاف ظاہر ہے | برہمن دیر کو اور شیخ چلا کعبہ کو |

ایک کو بھی نہیں معلوم ٹھکانا تیرا

| | |
|-------------------------------------|---------------------------------------|
| شخص اور عکس ہے تو اور میں آئینہ ہوں | مجھ سے جلد ہی ہر اک جاہ تیرا گونا گون |
| آپ میں رہے میں کس طرح دیکھ سکوں | آپ سے جب میں گذرتا ہوں تو ہوتا ہوں |

دیکھتا ہوں تری آنکھوں سے تماشا تیرا

| | |
|--|--------------------------------------|
| خوب محبوب ہی الفت میں لبر کرتا ہے | سب سے منہ بھیر کے تجھ ہی نظر کرتا ہے |
| وہی زندہ ہی رہ عشق میں جو مرنے لگتا ہے | ہر نفس ان ہی عالم میں رہا کرتا ہے |

ہو گیا جب سے وطن محو تماشا تیرا

شاہ

مختار غزل خواگاہ طریقیہ مولانا حاضر شاہ
خاموش صاحب چشتی القادری المتخلص بن خاموش نور اللہ مرقدہ

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| چھو لڑات فدا راہ بقالے لمبیل | آپ کو عاشق صادق تو بنائے لمبیل |
|------------------------------|--------------------------------|

ما سوا اللہ شین دل اپنا پھنسا لے بلبل
آشیاں اپنا گلستان سیر اٹھانے بلبل

بلغ کو چھوڑ دے جنگل کی ہوا لے بلبل

چل چین سے اٹھا خاطر ناشادِ خطلم
تیرے ہی سر پہ بڑی گانری فریادِ خطلم
کہ اوٹھانا نہ پڑے ہر دم ایجادِ خطلم
باغبان کا ہے دم دوسرا حیا دِ خطلم

جان ان دونوں کے ہاتھ لے بچا لے بلبل

آئی جس کلام کو وہ کام تو لے اپنے تلوار
تو سمجھتی ہے جس گل وہ ہر تیرے لہو رخسار
تجہ سوا کوں ہے یاں غیور اداں سربچا
ہو گی معلوم تجھوا سنگھڑی سب قد بلہا

سب تو پڑ جائے گی صدیا کے پائے بلبل

دید کیونکر ہو تجھ کو تو نہیں اس کے قابل
تجہ میں اس گل پر ہے اک تیری ہی تہی قابل
خوشن و صل ہے گر خود ہی ہو پہلے غافل
بچھ کر تی ہے کیا اس سے نہیں تجہ حاصل

مثل پروانہ پرو بال جلا لے بلبل

| | |
|--|--|
| <p>بعد مرئی کے ہر پھر دید کا ہونا دشوار پائنداری ہر کہاں صحبت گل ہے در چار</p> | <p>اوس سے ملنا ہو تو ملے سبز زار ہی یار صورت سیاه خزان ہتی ہر ہمراہ بہار</p> |
| <p>اوس کی بو باس تو اپنے مین لبالے بلبل</p> | |
| <p>شوق دیدار ہر گر رہر کا مل کو تو پا۔ بیٹھ اک جائے تو لبس کر کے تصور گل کا</p> | <p>دھونڈتی ہے توجہ وہ ہر تجھی مین پیدا بعد ازان کر کے معطل تو حواس حسا</p> |
| <p>کیون اڑی پھرتی ہے ہر جہاں کڑا لے بلبل</p> | |
| <p>ورنہ تو گلشن عالم میں اٹھائیگی گزند گل مقصود کی ہے چاہ تو کر چوچہ کو بند</p> | <p>اک جگہ بیٹھ تو کر گوشہ عزت کو پند یاد رکھ مٹنے کے ذرا حضرت محبوب کئی</p> |
| <p>غنیہ سان آپ کو خاموش بنالے بلبل</p> | |
| <p>کرتے ہیں مدحت جوان و پیر میرے پیر کی دیکھنا کس درجہ ہے تو قیر میرے پیر کی ان کا رتبہ وہ ہی سمجھے فقر حاصل ہے جسے قدر کیا جانے کوئی بے پیر میرے پیر کی</p> | |

مجھ کو تم باقی نہ سبھو ہو گیانی ہون میں
 خلق پر حجب سے پہری ستمشیر میرے پیر کی
 آہی جاتا ہے نظر جلوہ مصور کا او سے
 دیکھتا ہے جب کوئی تصویر میرے پیر کی
 جس کو تم سمجھے مکان ہوا نکا ہے جائے ظہور
 لامکان جو ہے وہ ہے جاگیر میرے پیر کی
 شکل موسے وہ نہ کیوں ہو جائے حق سہم کلام
 گوش دل سے جو کتنے تقریر میرے پیر کی
 وقت آخر ہے مرے دلمین ہی یارب ہوس
 آنکھ میں پھرتی رہے تصویر میرے پیر کی
 منحصر اک مجپہ کیا ہے دیکھنا محشر کے روز
 ایک خلقت ہوگی دامنگیر میرے پیر کی
 عمر اوتنی ہو کہ جتنی ہے مہ و خورشید کی
 یامعین الدین شہ اجمیر میرے پیر کی

میں کہان میری حقیقت کیا جو سترقی کہوں
 ہے فقط محبوب یہہ تاثیر میرے پیر کی

صدقے سگر و کے ابجنانان جو اپنی خود کیو بھلاوت ہے

پرگٹھ میں اور ہر گٹھ میں ہی درشن واکا پاؤں
 اے مورکھ دو نو عالم میں کوئی دو جاوے سوا ہی نہیں
 جو کہا یا تھا گنج خفی میں احد وہی رام رحیم کہاوت ہے
 بہو عالم ملا پڑت پڑت نہیں سو دیکھ اس سے اے بندت
 یہہ میں اچھ علم لدنی کے کہوین گرو کیسے آوت ہے
 بغض و حسد و کینہ سے گزر کر جھوٹے تو پر ہیز اکثر
 رکھ دیا دھرم کی سب پہنچ کر انسان تو کہاوت ہے
 جہتا ہے اگر سہم سے ملے ہو واقف تو پہلے دم سے
 ہے کیا یہ کہان سے آوت ہو اور پہرہ کہا نہر جاوے
 خود آکے دکھا صورت اپنی یا منگیو بلا تہا ری نگری
 یا خواجہ معین الدین حسن بن تورے جیا گھبر آوت ہے

محبوب کہان یہہ سکت ہوتیری جو بیان ہوشان
 جسے چاہے کرے مرد و دہان جسے چاہے وہ مولا بناوے

من طبعزاد شاعر شیرین مقال سخنور ذی کمال مولانا مولوی
 میر سیف الدین حسینی صاحب المتخلص رسام متوطن سکند آباد

جو فرید و وحید بیکتا ہے

شیخ محبوب معرفت آگاہ

سالک ورہبر و شناسا ہے
مقتدا جو محققون کا ہے
موج زن معرفت کا دریا ہے
اون گلوں کا یہ عطر کہینچا ہے
ملہم غیب کا لطیف ہے
جو زبان قلم سے نکلا ہے
مبدعِ فیض کا عطیا ہے

وہ طریق سلوک و فقر کا آج
فیض یاب درِ رحیم اللہ
لکھا دیوان سلوک میں کیسا
داغ منصور کے جو دلمین تھے
ہے مطوّل پہ مختصر ایسا
ہے بتایا ہوا اودہر ہی کا
یہ چھپائے سی چھپ سکے کیونکر

سال ترتیب معجزہ ہے رسا
شاہ غیب کا سراپا ہے
۲۴
۱۳

ایضاً

وہ چہ دیوان سرمہ اہل بصر
یا بود معنی ز صورت جلوہ گر

طبع شد دیوان محبوب ادرسا
می چکد معنی زہر لفظش چو جان

سال طبعش خامہ رنگین نوا
زدرقم - پاکیزہ دیوان خوشتر
۲۴
۱۳

نتیجہ فکر ماہر اسرار خفی و جلی مولانا مولوی شاہ
سید محمد ہاشمی صاحب فی المتخلص ہاشمی متوطن سکندر آباد

| | |
|--|--|
| <p>صلیح و خوش شعار و عبدِ آوَاہ سخن گفتا بہنچا رعنہ زبان توان نطق اندر نطق پیدا است لَا تَنْتَطِقْ نَفْسًا جَوْہَرِیًّا خِزَالُ اللّٰهِ خَيْرٌ اَحِنَّہِ اَلشَّدَّ پے عام نشید دلربا بش گوش ہاشمی آن لہم غیب</p> | <p>عقیق بزم خیرت شیخ محبوب باقصائے منے از حسن سلوب خجہ نیکو زہے زیبا چاہ خوب فَقَدْ رَحَقُ قَدْ رَحَانِ مَطْلُوبُ بِعَزْمِ الرَّاحِ رِقْنَانِی اُلْحَقِ مَسْئُوبُ ترد و شد بر آد سعی مغلوب بگفتا سال ختم۔ آہنگ مرغوب</p> |
|--|--|

نتیجہ فکر ماہر یا شاعر ذی قوا و سخن و الا ثبائو دستا محقق مولانا مولوی
جنا محمد یعقوب علی صاحب المتخلص سخن سکندر آبادی۔

| | |
|--|--|
| <p>اللہ کیا دیوان لکھا توحید میں محبوب حکمت سخنور نے عجب لکھا سقین طبع</p> | <p>ہر حرف میں جسکے جمال کبریا ہی جلوہ گر آئینہ محبوب میں نے خدا ہی جلوہ گر</p> |
| ۲۴ | ۱۳۸ |

من طبعزاد شاعر حق گاہ طریقت پناہ مولانا مولوی حضرت
مشرف علی شاہ صاحب صوفی المتخلص مشرف متوطن سکندر آباد۔

| | |
|---|---|
| مرشد فیض ہے یہ لکھا ہے خوب دیوان تاریخ طبع اسکی اب تم ہی ہے مشرف | مرشد شان گویا ہر شان شیخ محبوب لکھا ہے بجز۔ ہر نہ در دیوان شیخ محبوب |
| ۲۴ | ۱۳ |

من طبعزاد شاعر جادو بیان سخنور فصیح اللسان مولانا استادنا
حضرت سید عبدالرحیم صاحب المتخلص شمس سکندر آبادی

| | |
|---|--|
| شیخ محبوب خدا رس کی عجب تصنیف ہے سال اسکے طبع کا ہاتھ زخمی ہے یہ کہا | کچھ نہیں تو صیف میں تبہ مرثا رکا شمس لکھا۔ محترم گنجینہ ہے اسرار کا |
| ۲۴ | ۱۳ |

قطعہ تاریخ از نتائج فکر شاعر بلند اقبال و سخنور ذی کمال مولانا
مولوی جناب محمد یوسف صاحب المتخلص یوسف متوطن سکندر آباد

| | |
|---|--|
| شیخ محبوب بیا یون عارف کامل کنون بہر فکر سال طبعش یوسف از روی بدیع | کرد تصنیف پے اجباب دیوان شگفت کاشف الاسرار شد آئینہ محبوب گفت |
| ۲۴ | ۱۳ |

ت

